إنارة البدر

بذكر الآيات والأحاديث والآثار وأقوال الفقهاء

في تحقيق سنة الفجر

قرآن، حدیث، آثار اور فقہاء کے اقوال سے صبح کے سنت
کی تحقیق میں چاند کو روشن کرنا

مصنف

ابو مقتدا عبد المقتدر

نور اللہ کتب و نوری پرنٹرز

جی ٹی روڈ پشاور 0314-9074877

maktabatulishaat.com

عظیم الشان خوشخبری

★ اب مکتبہ اشاعت آپ کے جیب میں ★

دنیامیں کسی بھی جگہ علماء جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف

Play Store اور Website سے بالکل فری انسٹال/ڈاؤن لوڈ کریں۔

انسٹال/ڈاؤن لوڈ کرنے کا طریقہ

Play Store سے " مکتبۃ الاشاعت " انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں مطلوبہ کتاب ڈاون لوڈ کریں

نیز اپنی کتاب کو Website/ Play Store پر مفت شائع کرنے کے لیے بھی رابطہ کریں۔

نوٹ

ویب سائٹ پر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف مثلاً تفاسیر، فتاویٰ جات، شروح، سوانح حیات، نوٹس، درس نظامی کے کتب وغیرہ دستیاب ہیں آپ وقتاً فوقتاً Play Store اور website پر چیک کیا کریں مزید معلومات کے لیے دیے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ وہاں آپ کو آسانی کے لئے مطلوبہ کتاب کا link دیا جائے گا اور آپ کو بہترین رہنمائی دی جائے گی جس سے آپ کو مطلوبہ کتاب آسانی سے ملے گا۔ پلے سٹور پر ترجمہ و تفسیر یا سورتوں کے نوعیت والے تصانیف دستیاب ہوں ہیں کیونکہ ایک PDF میں اس کا مطالعہ مشکل ہوتا ہے تو ہم نے آسانی کے لیے ہر ایک پارے کے لیے الگ الگ بٹن بنایا ہے تاکہ قارئین کے لیے پڑھنے میں آسانی ہو باقی تمام نوعیت کے تصانیف مندرجہ ذیل ویب سائیٹ پر دستیاب ہوں گے۔ جو Goggle پر مزکورہ ویب سائیٹ میں سرچ کرنے سے یا ہمارے مندرجہ بالا app " مکتبۃ الاشاعت " کو پلے سٹور سے انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں سرچ کرنے سے ملیں گے۔ آسانی کے لیے ویب سائیٹ پر links ملاحظہ کیجئے۔ جزاکم اللہ

WhatsApp:0320-1914145

ویب سائیٹ **maktabatulishaat.com** (مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام)

maktabatulishaat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انارة البدر

بذکر الآیات والاحادیث والآثار واقوال الفقہاء فی

تحقیق سنة الفجر

قرآن، حدیث، آثار اور فقہاء کے اقوال سے صبح کے سنت کی تحقیق میں چاند کو روشن کرنا

مصنف

سید مولانا ابو مقداد عبد المقدس

ناصر شاہ بن نظر شاہ بن احمد

سکنہ جلبئی صوابی موبائل 0302-8825262

maktabatulishaat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب: انارۃ البدر بذکر الآیات والاحادیث والآثار و اقوال الفقہاء فی تحقیق سنۃ الفجر

مصنف: سید مولانا ابومقداد عبدالمقدس ناصر شاہ بن نظر شاہ بن احمد سکنہ جلبئی صوابی موبائل: 0302-8825262

تعداد: ۱۰۰۰

قیمت:

ایڈیشن: اول

کمپوزر: گل روز اینڈ سنز زرعی یونیورسٹی پشاور

پرنٹنگ: نوراللہ کتوزئی پرنٹرز پشاور 0314-9074877

ملنے کا پتہ

۱۔ جناب کامدار خان صاحب تورڈھیر اڈہ صوابی

۲۔ جناب عبداللہ صاحب تورڈھیر

maktabatulishaat.com

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ
سبب تصنیف وتالیف	۱
علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں	۳
مشہور غیر مقلد مولانا عبد الجبار لکھتے ہیں	۳
مولانا صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں	۳
محمد لقمان غیر مقلد لکھتے ہیں	۴
علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں	۴
حضرت عائشہؓ کی روایت	۶-۸
حضرت ابوھریرہؓ کی روایت	۸
ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کی روایت	۹
حضرت بلالؓ کی روایت	۹
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت	۹
حضرت عمرؓ کی روایت	۱۰
حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت	۱۰
حضرت ابوھریرہؓ کی روایت	۱۰
حضرت انسؓ کی روایت	۱۱
حضرت عمرو بن میمونؒ کی روایت	۱۱
حضرت ابوالدرداؓ کی روایت	۱۱
حضرت عائشہؓ کی روایت	۱۲
(۱۶۴) رکعتا الفجر تصلیان فی السفر	۱۲
حضرت عائشہؓ کی روایت	۱۲
حضرت عمرو بن میمونؒ کی روایت	۱۲
حضرت ابوجعفرؒ کی روایت	۱۳
امام مجاہدؒ کی روایت	۱۳
حسن بن زیادؒ اور حسن بصریؒ اور دو رکعات فجر	۱۳
حضرت ابوھریرہؓ کی روایت	۱۴
حدیث برید بن ابی مریم عن ابیہؒ	۱۴
حدیث نافع بن جبیر عن ابیہؒ	۱۵
حدیث عمران بن حصینؓ	۱۵
علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں	۱۶
الفقیہ الامجد طاہر بن عبدالرشید البخاری لکھتے ہیں	۱۷
علامہ شامی ابن عابدینؒ لکھتے ہیں	۱۷
حضرت ابوھریرہؓ کی روایت	۱۸
علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۱۹
علامہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں	۱۹
الحافظ محمد بن طاہر بن علی بن احمد المقدسیؒ لکھتے ہیں	۱۹
الحافظ الکبیر ابوبکر عبدالرزاق اور یہ روایت	۲۰
الحافظ ابن ابی شیبۃ اور یہ روایت	۲۰
ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی اور یہ موقوف روایت	۲۱
علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور یہ حدیث والمزید	۲۱
عرف شذی اور شاہ صاحبؒ کی تحقیق	۲۲

maktabatulishaat.com

حضرت حماد بن زیدؒ اور یہ روایت	۲۵	امام بیہقیؒ نے حدیث ذکر کی ہے	۳۴
حضرت امام ترمذیؒ اور یہ روایت	۲۶	دوسرا اعتراض	۳۴
امام بیہقیؒ اور یہ روایت	۲۶	علامہ محمد بن علی النیمویؒ لکھتے ہیں	۳۴
ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۲۶	مسلم بن خالد الزنجی پر کلام	۳۵
مولانا محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں	۲۷	علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۳۵
دوسرا جواب یہ حدیث عام اور قطعی الدلالت نہیں ہے۔	۲۷	علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں	۳۶
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۲۷	اور میزان میں یوں لکھتے ہیں	۳۶
مولانا ظفر احمد تھانویؒ اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں	۲۹	امام بخاریؒ لکھتے ہیں	۳۷
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۳۰	امام عقیلی ابو جعفرؒ لکھتے ہیں	۳۷
تیسرا جواب	۳۰	امام نسائی رحمہ اللہ لکھتے ہیں	۳۷
علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۳۰	علامہ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۳۸
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۳۱	الحافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم لکھتے ہیں	۳۸
مولانا محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں	۳۱	یحیی بن نصر بن حاجب القرشی	۳۹
چوتھا جواب	۳۲	علامہ ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں	۳۹
حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	۳۳	علامہ ابو الفرج الجوزیؒ لکھتے ہیں	۴۰
پانچواں جواب	۳۳	الحافظ نور الدین الھیثمیؒ لکھتے ہیں	۴۰
پہلا اعتراض	۳۴	عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں	۴۰

maktabatulishaat.com

امام بیہقیؒ اور یحییٰ بن نصر بن حاجب	۴۱	حدیث مالک بن مغولؒ	۵۴
علامہ محمد بن علی النیمویؒ لکھتے ہیں	۴۲	مولانا ظفر احمد اور اعتراض و جواب	۵۴
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۴۳	حدیث محمد بن کعبؒ	۵۴
علامہ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۴۴	حضرت امام طحاویؒ لکھتے ہیں	۵۵
علامہ ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں	۴۴	حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ	۵۶
دوسرا راوی عباد بن کثیرؒ	۴۵	حدیث ابومجلز رحمہ اللہ عنہ	۵۷
ساتواں جواب از مولانا شبیر احمد عثمانی	۴۶	حدیث وبرہ رحمہ اللہ	۵۸
حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ	۴۷	مقام عبرت	۵۸
امام طحاویؒ لکھتے ہیں	۴۸	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۵۹
حدیث عبداللہ بن مسعودؓ	۴۸	حضرت امام مجاہد رحمہ اللہ کا فتوی	۵۹
استدراک	۴۹	عبادلہ ثلاثہؓ کا عمل	۶۰
صاحب ہدایہ علی بن ابی بکرؒ لکھتے ہیں	۴۹	مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور مزید لکھنا	۶۰
امام النیموی کا قول وفی اسنادہ لین	۵۰	حدیث حضرت عبداللہ بن عمر نمبر ۴۲	۶۱
علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں	۵۰	محمد الیاس عبدالغنی ماجستیر فی الادب الاسلامی	۶۲
ابو اسحاق السبیعی عمرو بن عبداللہ	۵۱	الحافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں	۶۲
حدیث عبداللہ بن ابی موسیٰؒ	۵۲	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۶۲
امام ابوجعفر طحاویؒ لکھتے ہیں	۵۲	حدیث ابوالدرداء رضی اللہ عنہ	۶۳
علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں	۵۳	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۶۳
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی شخصیت	۵۳	حدیث ابوعثمان النہدیؒ	۶۴

maktabatulishaat.com

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۶۴
ایک اعتراض کا دفعہ کرنا	۶۵
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور جواب	۶۵
پہلا، دوسرا اور تیسرا جواب	۶۵
حدیث ابو عثمان الانصاری	۶۶
حدیث ابن عباسؓ اور عثمانی صاحبؒ	۶۷
حدیث الشعبیؒ عن مسروق رحمہ اللہ	۶۸
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۶۸
حدیث حسن بصری رحمہ اللہ	۶۹
حدیث ابو الدرداء رضی اللہ عنہ	۶۹
حدیث سعید بن جبیر رحمہ اللہ	۷۰
حدیث ابو الدرداء رضی اللہ عنہ	۷۰
صاحب پوسٹر کے سات احادیث اور اس کے جوابات	۷۲
علامہ بدر الدین عینیؒ شارح بخاری	۷۳
مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں	۷۴
حضرت قاضی شمس الدینؒ لکھتے ہیں	۷۵
امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی لکھتے	۷۵
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۷۸

طلوع شمس سے قبل دو رکعتیں سنت پڑھنا	۸۰
پہلا جواب	۸۱
مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں	۸۲
علامہ ابن حجرؒ یوں لکھتے ہیں	۸۳
علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں	۸۳
دوسرا راوی سعد بن سعید	۸۳
علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں	۸۳
علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں	۸۴
علامہ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۸۵
علامہ ابو جعفر ابن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں	۸۵
حضرت امام نسائیؒ لکھتے ہیں	۸۵
امام ترمذیؒ لکھتے ہیں	۸۵
مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں	۸۶
مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۸۶
مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں	۸۶
حضرت قاضی شمس الدین نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں	۸۶
مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں	۸۷
مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں	۸۸

maktabatulishaat.com

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۸۸	حدیث ابن عباسؓ	۹۶
حدیث عطا بن ابی رباحؒ	۸۸	حدیث ابوسعید خدریؓ	۹۷
علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں	۸۹	حدیث ابوسعید خدریؓ	۹۷
امام ذہبیؒ لکھتے ہیں	۹۰	حدیث ابوسعید خدریؓ	۹۷
علامہ عبدالرحمن بن ابی حاتم لکھتے ہیں	۹۱	حدیث عمرو بن عبسہؓ	۹۸
علامہ ابوالفرج عبدالرحمن ابن الجوزی لکھتے ہیں	۹۲	حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۹۸
علامہ ابوجعفر ابن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں	۹۲	حدیث عبداللہ بن عمروؓ	۹۹
علامہ ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں	۹۲	حضرت ابوھریرۃؓ کی حدیث	۹۹
دوسرا جواب اور حدیث بن ابی رباحؒ	۹۳	حضرت ابوھریرۃؓ	۹۹
امام محمد بن علی النیمویؒ لکھتے ہیں	۹۳	حدیث ابومجلزؒ	۱۰۰
امام ابوداؤدؒ یوں لکھتے ہیں	۹۴	حدیث یحیٰ بن سعیدؒ	۱۰۰
اعتراض اور اس کا جواب از مولانا ظفر احمد عثمانی	۹۴	حدیث نافعؒ	۱۰۰
امام نیمویؒ اور دیگر محدثین	۹۵	حدیث ابن سیرینؒ	۱۰۱
قبل طلوع خورشید سنت پڑھنے سے منع کی احادیث	۹۶	حدیث عمرۃؒ	۱۰۱
حضرت ابوھریرۃ کی روایت	۹۶	حدیث ابوالعالیہؒ	۱۰۱
		حدیث المعاذ القرشیؒ	۱۰۱

maktabatulishaat.com

حدیث سمرۃ بن جندبؓ	۱۰۲
حدیث عبداللہ بن عمرؓ	۱۰۲
حدیث حضرت عمرؓ	۱۰۳
حدیث حضرت سعدؓ	۱۰۳
حدیث مغیرہ بن شعبہؓ	۱۰۳
حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں	۱۰۴
حضرت ابوھریرۃؓ	۱۰۶
اپنے احناف بھائیوں کیلئے	۱۰۷
مفتی اعظم عزیز الرحمن صاحب لکھتے ہیں	۱۰۸
مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں	۱۰۹
حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں	۱۱۰
حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں	۱۱۱
حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ لکھتے ہیں	۱۱۲
اور ایک جواب یوں لکھتے ہیں	۱۱۴
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب لکھتے ہیں	۱۱۵
اور ایک جگہ یوں لکھتے ہیں	۱۱۵
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ لکھتے ہیں	۱۱۷
پھر ایک اخباری سوال کے جواب یوں دیتے ہیں	۱۱۷
ایک سوال کا جواب یوں دیتے ہیں	۱۱۷
اور ایک مقام میں یوں تحقیق کر کے جواب دیتے ہیں	۱۱۷
صدر مفتی دار العلوم دیوبند حضرت محمود الحسن گنگوہیؒ لکھتے ہیں	۱۱۹

maktabatulishaat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

تقریظ از سلطان المحدثین تقع الاتقیاء شیخ الحدیث مولانا محمد یار عرف بادشاہ صاحب دامت فیوضھم.

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد !

فقد اطلعت اجما لاً علیٰ فوائد انارۃ البدر فی تحقیق سنة الفجر تالیف لمولانا سید عبد المقدس باچه صاحب . نوجدته مفیداً جیداً و اسئل الله تعالیٰ ان ینفع به المسلمین خصوصاً العلماء و الطلباء .

جزاه الله تعالیٰ لمولفه جزاءً جزیلا واجده اجراً جمیلاً

انا الاحقر

ابونعمت اللہ محمد یار بادشاہ

خادم القرآن والحدیث، پنج پیر

۳ ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ یوم الثانی

maktabatulishaat.com

تقریظ از مولانا محمد طیب طاہری ، دارالقرآن فنجفیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ الغلی الکبیر والصلوٰۃ والسلام علی محمد بشیرا و نذیرا

وعلی الہ و اصحابہ اجمعین و علی من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

امابعد!

کچھ مسائل ایسے ہیں جن میں پہلے سے تحقیق کے اعتبار سے علماء کا اختلاف چلا آرہا ہے ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے جو اس کتاب ''انارۃ البدر'' میں مذکور ہے۔

مولانا عبدالمقدس صاحب جو کئی کتابوں کا مصنف ہے۔انہوں نے بڑی عرق ریزی سے کام کیا اور مسئلہ کی وضاحت کی۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مصنف ہذا الکتاب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین ثم آمین!

الاحقر محمد طیب

maktabatulishaat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله المتوحد بصفاته المتفرد بصنع مخلوقاته المخصوص بقدم أسمائه و صفاته القريب المجيد لمن دعاه و الغافر لذنوبه و يقبل توبة من آتاه بقلب سليم هو الحي العالم الخبير السميع البصير الذى لا مثل له و الصلوٰة والسلام على سيدنا محمد الهادى المبيّن لكتابه الذى كمّل كل نقص بأوضع شريعة فلم يترك شيئاً يقربنا الى الله الا و قد حدثنا به و لم يترك شيئا يُبعد نا عن النار الا و قد حدثنا به نصلى الله تعالىٰ عليه و علىٰ آله و اصحابه الذين هم نجوم الهدى فبهديهم نهتدى .

اما بعد! زیر نظر کتاب ''انارۃ البدر بذکر الآیات والآحادیث والآثار واقوال الفقہاء لتحقیق سنۃ الفجر'' حضرت مولانا علامہ عبدالمقدس باجا صاحب کی جدید تصنیف ہے۔ جو کہ سنت فجر کی اہمیت کے پیش نظر لکھی گئی ہے۔ سنت فجر دوسری سنتوں کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اور بقول نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام من فاتتہ رکعتا الفجر فکانما وتر مالہ واہلہ ،جس آدمی سے فجر کی سنت فوت ہو جائیں تو گویا اس کا مال واہل تمام کے تمام تباہ ہو گئے بناء علی ہذا علمائے اسلام اور فقہائے عظام نے اسکی اہمیت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ لیکن آج کل بعض حضرات عملاً اس اہمیت سے ، یا تو منکر ہیں اور یا حد سے متجاوز ، مابین مُفرِط ومفرّط۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت العلامہ مولانا عبدالمقدس صاحب سکنہ جلبئی کو کہ انہوں نے اس مسئلہ پر ایسی محققانہ کتاب لکھی جس کی نظیر نہیں ملتی ۔ اور اپنے موضوع منفرد حیثیت کی حامل کتاب ہے۔

سنت فجر کے ساتھ متعلقہ تمام مسائل پر تقریباً ۲۷ سے زیادہ احادیث، آثار اور اقوال فقہاء کو ذکر کر کے مسئلہ کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور دلائل خصوم کی خوب پوسٹ مارٹم کی ہے۔ اس

maktabatulishaat.com

موضوع پر ایسی جامع کتاب نظر سے نہیں گزری

ہماری جماعت کے لئے حضرت مولانا عبدالمقدس صاحب جیسے افراد قابل فخر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے علم، عمر اور عمل میں برکت عطا فرمائے۔

کتاب کے افادیت کے پیش نظر تمام مستفیدین سے گزارش ہے کہ پہلی فرصت میں کتاب خرید کر استفادہ کریں۔

و انا العبد الضعيف

ابو رشيد سلطان على عارف الطاهرى

أحد من ادانى تلامذة شيخ العرب و العجم

شيخ القرآن و الحديث علامه مولانا محمد طاهر برد الله مضجعه و نور مرقده

maktabatulishaat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

تقریظ از مولانا محمد عبد الجبار صاحب دار القرآن فنجفیر

نحمده و نصلّی علی رسوله الکریم : اما بعد!

بندہ حقیر پُرتقصیر نے مشہور عالم دین حضرت مولینا عبدالمقدس بادشاہ صاحب کی تصنیف شدہ بہترین کتاب بنام انارة البدر ....کا کم وبیش مطالعہ کیا۔ حقیقت میں مصنف نے محققانہ انداز میں قرآن وحدیث سے قولی اور فعلی دلائل پیش کیے ہیں اور محدثین عظام، فقہائے کرام کے اقوال کے ساتھ ساتھ اکابر دیوبند کے فتوے بھی شامل کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصنف کے لئے صدقہ جاریہ رکھے اور عام وخاص مسلمانوں کے لئے اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطافرمائے۔ نیز مصنف کے علم، عمل، عمر اور قلم میں مزید برکت عطافرمائے. آمیں ثم آمین.

الاحقر محمد عبد الجبار صاحب غفر له و الوالدیه و لمشائخه و لائل بیته و لجمیع المؤمنین و المؤمنات حالا! نزیل دار القرآن فنجفیر

یوم الثلثاء ۱۹ ذو القعده ۱۴۲۹ھ بمقام خانه جناب میجر محمد عامر صاحب ۷ بجکر ۳۱ منٹ.

maktabatulishaat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

تقریظ از مفتی سراج الدین موضع ڈھوک تحصیل وضلع صوابی۔

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین و علی آله و اصحابه اجمعین۔

اما بعد فقد طالعت بعض مواضع هذا الكتاب المسمّیٰ به انارة البدر ..... صنفه و الفه اخی فی الله مولینا عبد المقدس سلمه القدوس و لا یمكن لی النظر العمیق و المطالعة من الاول الی الآخر لكثرة المشاغل و لقلة البضاعة فوجدته جیداً فی هذا الموضوع فجزاه الله عنی و عن سائر الاحناف خیرا الجزا و بارک الله فی علمه آمین یا رب العالمین .

احقر سراج الدین

maktabatulishaat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على سيد الرسل وخاتم النبيين وعلى اله واصحابه الطيبين الطاهرين الى يوم الدين اما بعد .

سبب تصنیف وتالیف

اللہ تعالی کا امتحان ہے جو اپنے نیک بندوں اور مسلمانوں پر ہر روز ہوتا رہتا ہے۔ کافر قوتیں مسلمانوں اور اسلام کی بیخ کنی میں نہایت مصروف اور سرگرم ہیں اور ان پر طرح طرح کے الزامات تھوپنے سے نہیں تھکتیں۔ ایک یلغار ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں، انتہاء پسند ہیں، تنگ نظر ہیں یا قدامت پسند ہیں۔ کافر مردوں کا تو کیا کہنا کافر عورتیں بھی ایک اسلامی ملک پاکستان میں اسلام کی تحقیر و تذلیل میں لگیں ہیں۔ قادیانی لابی سے ملکر اسلام کی تضحیک کرتی ہیں۔ اسلامی شعائر کا مذاق اڑاتی ہیں اور اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ اور ظالمانہ سزائیں قرار دیکر انہیں ختم کرانے کے لئے کوشاں ہیں۔

فحاشی، عریانی اور مادر پدر آزاد معاشرے کیلئے سر توڑ کوشش کرتی ہیں اور مسلمان عورتوں کو اپنے مذہب اور معاشرتی اقدار سے باغی بنا رہی ہیں اور مغربی طرز سوسائٹی کیلئے کوشاں ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ کے کارٹون بناتے ہیں اور ان کی توہین کرتے ہیں اور مسلمانوں کی غیرت وجذبات کو للکار کر قانون توہین رسالت کو منسوخ کرانے کیلئے جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔

مساجد و مدارس کی بربادی و ویرانی میں سنت ابرھہ اور فرعونی طریقہ کے موجدین ہیں۔ علماء و طلباء بڑی بیدردی و بے رحمی کے ساتھ قتل کیا جاتا ہے اور ایک بے بسی اور یاس کا عالم طاری ہے اور ایسے ناگفتہ بہ حالت میں ہماری زبان سے بے ساختہ یہ کلمات جاری ہوتے ہیں کہ ربنا

maktabatulishaat.com

اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها وجعل لنا من لدنك وليا وجعل لنامن لدنک نصیرا ۔ اس پر مستزاد یہ کہ مسلمانوں کو دین اسلام سے بدل کرا کے عیسائی بنایا جارہا ہے۔ایک انکشافی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ۱۸ ہزار سے زائد افراد عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔اور چاروں صوبوں میں عیسائیت کے پرچار کیلئے ریڈیو پر چوبیس گھنٹے نشریات ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض اطلاعات کے مطابق دنیا کے تقریباً ۱۵۰ ملکوں میں قادیانیوں کا منظم اور مربوط نیٹ ورک موجود ہے بعض رپورٹوں کے مطابق افریقہ میں سینکڑوں دیہات قادیانیت قبول کر چکے ہیں۔ حاصل یہ کہ کفر خوشی کا ناچ رچ رہا ہے۔علماء کرام اور طلباء دین اور مسلمانوں کا خون عید الاضحیٰ کے جانوروں کی طرح بہایا جارہا ہے اور دین اسلام پر ہر طرف سے تیز وتند آندھیوں کا یلغار ہے اور اہل اسلام سر بگریباں ہو کر اللہ تعالی کی حضور روتے ہیں کہ ایسے گزرے دور میں کہ ہمارے کلیجے منہ کو آئے ہیں کسی مجہول شخص نے ایک پوسٹر بنام (جب صبح کی جماعت کھڑی ہو تو سنتیں ادا نہیں ہوتیں) چھاپا ہے اور پھر بعض نے میرے جذبات مجروح کرنے کے لئے ایک خفیہ طریقے سے میرے ٹپائی پر رکھ کر چھوڑ دیا تو میں نے بھی بسم اللہ پڑھ کر کچھ لکھنے کا ارادہ کیا واللہ ولی التوفیق وعلیہ التکلان اگر چہ واللہ ایسا وقت ہے کہ العين تدمع والقلب يحزن وانا على تذليل الاسلام والمسلمين لمحزون . اللهم ايدا لاسلام والمسلمين فى كل مكان واخذل الكفرة و المشركين والمبتدعين والدهريين فى امريكا واوربا و روس بل فى كل مكان اللهم واعوانهم يارب لاتذر على الارض من الكافرين ديارا انک ان تذرهم يضلوا عبادک ولايلدو االا فاجرا كفارا. آمين وصلى الله على النبى كريم .

maktabatulishaat.com

الحمد لله ذی المن والاحسان الذی قال فی الفرقان ومن اللیل فسبحه وادبار النجوم وصلی الله علی النبی الکریم الذی قال لاتدعوهما وان طردتکم الخیل علی اله واصحابه الذین هم نجوم السماء بالاقتداء والاهتدا الی یوم الدین اما بعد فقد قال الله بارک وتعالی ومن اللیل فسبحه وادبار النجوم ۔طور آیت ۴۹ اور رات کے وقت بھی اس کی پاکی بیان کیجئے اور ستاروں کے ڈوبنے کے بعد بھی۔ محمد جونا گڑھی غیر مقلد تفسیر تیسیر الرحمٰن ص ۱۴۸۵

__علامہ شوکانی لکھتے ہیں__

آپ اپنی تفسیر میں یوں نقل کرتے ہیں:

واخرج ابن مردویه عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ فی قوله ومن اللیل فسبحه قال الرکعتان قبل صلوة الصبح . فتح القدیر ،ص ۸۹۶ ج ۲

.......حضرت ابوھریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت ومن اللیل فسبحه کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے صبح کی نماز سے پہلے سنت مراد ہے۔

__مشہور غیر مقلد مولانا عبدالستار لکھتے ہیں__

وادبار النجوم سے مراد فجر کی دوسنتیں ہیں ابن عباسؓ سے یہ تفسیر منقول ہے۔ابن کثیر و جامع البیان ۔حاشیہ تفسیر ستاری ص ۴۰۷ ج ۲

__مولانا صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں__

اس سے مراد فجر کی دوسنتیں ہیں۔نوافل میں سب سے زیادہ اس کی نبی ﷺ حفاظت فرماتے تھے اور ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا ”فجر کی دوسنتیں دنیا و مافیھا سے بہتر ہیں، تفسیر غیر مقلد محمد جونا گڑھی ص ۱۴۹۰۔

maktabatulishaat.com

<u>محمد لقمان غیر مقلد لکھتے ہیں</u>

اور ابن عباسؓ کے نزدیک ادبار النجوم سے مراد نماز فجر سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔ صحیحین میں عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر کی دو رکعتوں سے زیادہ کسی نفل نماز کا اہتمام نہیں کرتے تھے اور امام مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فجر کی دو (سنت) رکعتیں دنیا و مافیھا سے بہتر ہیں۔ (تیسیر الرحمٰن، ص ۱۴۸۶)

اسی طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

ومن الليل فسبحه وادبار السجود . ق . ۴۰

اور رات میں اس کی پاکی بیان کیجئے اور سجدوں کے بعد بھی از محمد لقمان غیر مقلد تیسیر الرحمٰن ص ۱۴۶۵۔

<u>علامہ شوکانی لکھتے ہیں</u>

واخرج الترمذی وابن جرير وابن ابی حاتم والحاكم وصححه وابن مردويه عن ابن عباس قال بت عندرسول الله ﷺ فصلى ركعتين خفيفتين قبل صلوة الفجر ثم خرج الى الصلاة فقال يا ابن عباس ركعتان قبل صلوة الفجر ادبار النجوم وركعتان بعدا لمغرب ادبارلسجود .

واخرج مسدد فی مسند د وابن المنذر وابن مردويه عن علی بن طالب قال : سالت رسول الله ﷺ عن ادبارالنجوم وادبارالسجود فقال ادبار السجود ركعتان بعد المغرب وادبارالنجوم الركعتان قبل الغداة .

واخرج محمدبن نصرفی "الصلاة" وابن منذر عن عمر بن الخطاب : ادبارالسجود ركعتان بعد المغرب وادبارالنجوم ركعتان قبل الفجر .

maktabatulishaat.com

واخرج سعید بن منصور وابن ابی شیبة وابن نصر وابن جریر وابن المنذر والبیهقی فی الاسماء والصفات عن علی بن ابی طالب مثله .

واخرج ابن ابی شیبة وابن نصر وابن جریر وابن منذر وابن مردویه عن ابی هریرة مثله . (فتح القدیر ،ص ۸۷۵، ج ۲)

یہ روایات امام سیوطیؒ نے الدر المنثور ص ۱۳۱ پر بھی نقل کی ہیں۔

امام ترمذیؒ........نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے، آپ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزاری آپ ﷺ نے نماز فجر سے پہلے دو خفیف سی رکعتیں نماز کی پڑھی پھر فرض نماز کیلئے نکلے۔ پس ارشاد فرمایا: اے ابن عباس! نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں ادبار النجوم ہیں اور ادبار السجود سے مراد مغرب کے بعد دو رکعتیں سنت ہیں۔ اور مسدد نے اپنی مسند میں.... حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ادبار النجوم اور ادبار السجود کے بارے میں پوچھا کہ ان سے کیا مراد ہے سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ادبار السجود سے مراد نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں ہیں اور ادبار النجوم سے مراد فجر سے پہلے دو رکعات ہیں۔

.....اور عمر بن الخطابؓ سے روایت ذکر کی ہے کہ نماز مغرب کے بعد دو رکعات ادبار السجود ہیں اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعات ادبار النجوم ہیں۔

......اور امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب الاسماء والصفات میں حضرت علیؓ بن ابی طالب سے اسی طرح کی روایت ذکر کی ہے۔

اور ابن شیبہؒ.......وغیرہ نے اسی طرح کی روایت حضرت ابوھریرۃؓ سے نقل کی ہے۔

دیکھئے جامع الترمذی، ص ۱۶۳، ج ۲ کتاب التفسیر۔ اور امام حاکم نے یہ روایت المستدرک علی

maktabatulishaat.com

۱ یحیمین ،ص ۴٦٦،ج ۱کتاب صلوۃ التطوع میں ذکر کی ہے۔

سنت فجر پڑھنے میں ترغیبات اوراحادیث

سنت فجر پڑھنے میں بہت ساری حدیثیں آئی ہیں جن سے اس کی اہمیت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

عن عائشہؓ قالت لم یکن النبی ﷺ علی شئی من النوافل اشد تعاھداً منه علی رکعتی الفجر .(بخاری،ص ۱۵٦ ،ج ۱ . مسلم ،ص ۲۵۱ ،ج ۱ .ابو داؤد،ص ۱۸۵ ،ج ۱ . مسند احمد ،ص ۴۳، ۵۴، ۱۸۰ ، ج ٦ مشکوة ،ص ۱۰۴ . تیسیر الرحمن ،ص ۱۴۸٦ ، غیر مقلد تفسیر . آثار السنن ،ص ۲۱٦ . الامام النیمویؒ الترغیب ،ص ۲۰۱ ،ج ۱

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت الصدیقؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ جتنا سخت اہتمام نماز فجر کی سنتوں کا فرماتے تو نوافل میں سے کسی اور کا اتنا اہتمام نہ فرماتے تھے۔

۲۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

عن عائشةؓ ان النبی ﷺ کان لایدع اربعا قبل الظهر ورکعتین قبل الغداة . (بخاری ص ۱۵۷ ج ۱ ، آثار السنن ص ۲۱۷ ، نسائی ص ۲۵۳ ج ۱).

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے کی چار رکعات اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

maktabatulishaat.com

۳۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

و عن عائشة رضی الله عنها عن النبی ﷺ قال رکعتا الفجر خیر" من الدنیا وما فیها (مسلم ص ۲۵۱ ج ۱، ترمذی ص ۹۴، ۹۵ ج ۱، نسائی ص ۲۵۳ ج ۱، مستدرک ص ۴۵۰ ج ۱، کنز العمال ص ۱۵۱ ج ۷، مشکوٰۃ ص ۱۰۴، الترغیب ص ۲۰۱ ج ۱، آثار السنن ص ۲۱۷، تیسیر الرحمن ص ۱۴۸۶، المصنف لابن ابی شیبة ص ۱۴۴ ج ۲).

حضرت عائشہ عفیفہ کائنات رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ فجر کی دو رکعتیں یعنی سنت دنیا اور مافیہا تمام اشیاء و موجودات سے بہتر ہیں۔

۴۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

و عن عائشة رضی الله عنها عن النبی ﷺ انه قال فی شأن الرکعتین عند طلوع الفجر لهما احب الیّ من الدنیا جمیعا (مسلم ص ۲۵۱ ج ۱ الترغیب والترهیب ص ۲۰۱ ج ۱، کنز العمال ص ۱۵۳).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے طلوع فجر کے وقت دو رکعات سنتوں کی شان میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ دو رکعتیں مجھے ساری دنیا سے محبوب تر ہیں۔

۵۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

و عن عائشة رضی الله عنها قالت ما رأیت رسول الله ﷺ یسرع الی شئی من النوافل اسراعه الی رکعتی الفجر و لا الی عتمة (مصنف ابن شیبة ص ۱۴۴ ج ۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی

maktabatulishaat.com

نوافل کو اتنا جلدی ادا کرنے والا نہیں دیکھا جتنا کہ فجر کی دو رکعات سنتوں کو جلدی ادا کرتے تھے اور اتنی جلدی سے نماز عشاء کی سنتوں کو بھی ادا نہیں فرماتے۔

۶۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث

عن جعفر بن برقان قال بلغنی ان عائشة كانت تقول حافظوا على ركعتي الفجر فان فيهما الخير و الرغائب (مصنف ابن شيبة ص ۱۴۴ ج ۲).

حضرت جعفر بن برقان سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ دو رکعات سنتوں پر پابندی کرو ان میں خیر اور عطیات ہیں۔

۷۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا تدعوهما و ان طردتكم الخيل (ابوداؤد ص ۱۸۶ ج ۱، مسند احمد ص ۴۰۵ ج ۲، كنز العمال ص ۱۵۱ ج ۷، الترغيب و الترهيب ص ۲۰۲ ج ۱).

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''فجر کی دو رکعات سنتوں کو نہ چھوڑو اگر چہ تم کو گھوڑے روند ڈالیں۔

۸۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

عن عبد ربه قال سمعت ابا هريرة رضی الله عنه يقول لا تدع ركعتي الفجر و لو طردتك الخيل (مصنف ابن ابی شيبة ص ۱۴۴ ج ۲).

عبدربہؒ سے روایت ہے آپ نے کہا ہے کہ میں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ صبح کی دو رکعات سنتوں کو نہ چھوڑو اگر چہ گھوڑے تم کو مصیبت پہنچائیں۔

maktabatulishaat.com

۹۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت

عن حفصة رضی الله عنها قالت اربع لم یکن یدعهن النبی ﷺ صیام عاشورآء و العشر و ثلاثة ایام من کل شهر و رکعتین قبل الغداة (نسائی ص ۳۲۸ ج ۱، مسند احمد ص ۲۸۷ ج ۶)۔

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ چار چیزیں ہیں جو نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی نہیں چھوڑیں یوم عاشورہ کا روزہ اور دس دن ذی الحجہ کے اور ہر مہینے کے تین روزے فجر سے پہلے دو رکعات سنتیں۔

۱۰۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی روایت

عن بلالؓ ..... وانه ابطأ علیه بالخروج فقال ان کنت رکعت رکعتی الفجر فقال یا رسول الله ﷺ انک اصبحت جداً قال لو اصبحت اکثر مما اصبحت لرکعتهما واحسنتهما واجملتهما ۔(ابوداؤد، ص ۱۸۶، ج ۱۔ کنز العمال ص ۱۵۲، ج ۷)

حضرت بلالؓ سے روایت ہے ..... اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر نکلنے میں دیر کر دی پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں فجر کی دو رکعات سنتیں اداء کر رہا تھا سو بلالؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تو بہت زیادہ صبح کی آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اس سے بھی زیادہ صبح کروں جو میں نے کی ہے تو بھی ضرور ان سنتوں کو پڑھوں گا اور احسن و خوب تر پڑھوں گا۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

عن ولید بن عبدالرحمن عن ابن عمرؓ انه قال یا حمران لاتدع رکعتین قبل الفجر فان فیها الرغائب ۔ (مصنف ابن ابی شیبة، ص ۲۴۴، ج ۲۔ کنز العمال

maktabatulishaat.com

،ص ۱۵۳ ،ج ۷)

حضرت ولید بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے وہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا اے حمران فجر کی نماز سے پہلے دو رکعات سنتیں نہ چھوڑیئے اس لئے کہ اس میں بہت سے عطیات ہیں۔

۱۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

سعید بن جبیر قال : قال عمرؓ فی الرکعتین قبل الفجر هما احب الی من حمر النعم ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ،ص ۱۴۴، ج ۲)

حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز فجر سے پہلے دو رکعات سنتوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ دونوں میرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہیں۔

۱۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت

ان اللہ عزوجل زادکم صلاۃ الی صلاتکم ھی خیر من حمر النعم الا وھی رکعتان قبل صلوۃ الفجر (ق.ک عن ابی سعید) (کنز العمال ،ص ۱۵۲، ج ۷)

اللہ عزوجل نے آپ کیلئے آپکی نماز کیساتھ ایک نماز زیادہ کی ہے وہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہے خبردار اور وہ نماز صبح سے پہلے دو رکعات سنتیں ہیں۔

۱۴۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

ان طلبتک الخیل ھارباً فلا تترکن رکعتی الفجر (ابو الشیخ فی الثواب و الدیلمی عن ابی ھریرۃ ،کنز العمال ،ص ۱۵۲ ،ج ۷)

۱۵۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

لایحافظ علی رکعتی الفجر الا اواب (ھب عن ابی ھریرۃ ،کنز العمال ،

maktabatulishaat.com

ص ۱۵۱)
صبح کی دو رکعات سنتوں پر اللہ تعالیٰ کو کثیر الرجوع آدمی ہی پابندی کرتا ہے۔

۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت

علیکم برکعتی الفجر فان فیھما الرغائب (ابن الحارث عن انس) (کنز العمال ،ص ۱۵۱، ج ۷) صبح کی دو رکعات سنتوں کو ضرور ادا کرو اس لئے کہ ان میں بہت عطیات ہیں۔

۱۷۔ حضرت عمرو بن میمونؒ کی روایت

حدثنا ھشیم قال انا حصین قال سمعت عمرو بن میمون یقول کانوا لایترکون اربعاقبل الظھر ورکعتین قبل الفجر علی حال۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ،ص ۱۴۴ ج ۲، ص ۴۲۶، ج ۱)

.....حصینؒ کہتے کہ میں نے حضرت عمرو بن میمون سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگ (صحابہ و تابعین) نماز ظہر سے پہلے چار رکعات سنت اور نماز فجر سے پہلے دو رکعات سنت کسی حال میں نہیں چھوڑتے تھے۔

۱۸۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت

وعن ابی الدرداءؓ قال اوصانی خلیلی ﷺ بثلاث بصوم ثلاثۃ ایام من کل شھر والوتر قبل النوم ورکعتی الفجر۔(رواہ الطبرانی باسناد جید ، الترغیب ،ص ۲۰۲، ج ۱)

اور حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھے میرے دوست ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے۔ ہر مہینے میں سے تین دن کے روزہ رکھنا اور نیند سے پہلے وتر نماز پڑھنا اور نماز فجر کے دو رکعات سنت پڑھنا۔

maktabatulishaat.com

۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت

کان لایدع رکعتی الفجر فی السفر ولافی الحضر ولا فی الصحة ولا فی السقم . (خط عن عائشة ،کنز العمال ،ص ۲۲، ج۷)

رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعات سنت نہ سفر میں چھوڑتے اور نہ حضر (اقامت) میں نہ صحت میں اور نہ بیماری کی حالت میں۔ بلکہ ابن ابی شیبہؒ نے باب قائم کیا ہے۔ کہ سنتِ فجر سفر میں بھی پڑھی جائیں گی۔ اور اس میں چار احادیث ذکر کی ہیں۔

(۱۶۴) رکعتا الفجر تصلیان فی السفر .

۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

عن عائشةؓ قالت : اماما لم یدع صحیحا ولا مریضا فی سفر ولا حضر غائبا ولا شاهدا تعنی النبی ﷺ فرکعتان قبل الفجر ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ،ص۴۲۶، ج۱)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جو نماز نہ صحت میں چھوڑتے اور نہ مرض کی حالت میں اور نہ اقامت میں نہ غیوبت میں اور نہ حاضری کی حالت میں یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہر حالت میں پڑھی ہے سو وہ صبح کی دو رکعات سنتیں ہے۔

۲۱۔ حضرت عمرو بن میمون اودی رحمہ اللہ کی روایت

.....قال سمعت عمرو بن میمون الاودی یقول کانوا لا یترکون اربعا قبل الظهر ورکعتین قبل الفجر علی حال۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، ص۴۲۶، ج۱)

ترجمہ ۱۷ نمبر اثر میں گزر چکا ہے۔

maktabatulishaat.com

۲۲۔ حضرت ابو جعفر کی روایت

عن ابی جعفر قال کان رسول الله ﷺ لایدع الرکعتین بعد المغرب والرکعتین قبل الفجر فی حضر ولاسفر۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، ص ۴۲۶، ج ۱)

ابو جعفر سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز مغرب کی دو رکعات سنت نہیں چھوڑتے اور نماز فجر سے پہلے دو رکعات سنت نہیں چھوڑتے تھے نہ اقامت کی حالت میں اور نہ سفر کی حالت میں۔

۲۳۔ امام مجاہدؒ کی روایت

عن مجاھد قال سألتہ اکان ابن عمر یصلی رکعتی الفجر قال ما رأیتہ یترک شیئا فی سفر ولا حضر۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، ص ۴۲۶، ج ۱)

امام مجاھدؒ سے روایت ہے (ابن عونؒ) کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا عبداللہ بن عمرؓ نماز فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے آپکو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی چیز کو چھوڑا ہو نہ سفر میں اور نہ حضر میں۔

(حسن بن زیادؒ اور حسن بصریؒ اور دو رکعات فجر)

علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں: رکعتان قبل فریضۃ الفجر آکد التطوعات وروی حسن بن زیاد عن ابی حنیفۃ وجو بھما وقال بوجوبھما الحسن البصری کما فی فتح الباری . وبعض مسائل الحنفیۃ دالۃ علی الوجوب مثل عدم جواز ھما قاعدا واما قضاء ھما بعد الطلوع بلافرض فھو الصواب للحنفی کان محمد یقول بقضاء ھما منفردا بعد الطلوع قبل الزوال وعنھما ایضاروی لاباس

maktabatulishaat.com

بقضاء هما . (العرف الشذی، ص ۹۷، باب ماجاء فی رکعتی الفجر)

فجر کی فرض نماز سے پہلے کی دو رکعات سنتیں بہت مؤکد تطوعات میں سے ہیں اور حسن بن زیادؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے اس کا وجوب روایت کیا ہے اور حسن بصریؒ نے بھی ان دونوں کے وجوب کا قول کیا ہے جیسا کہ فتح الباری میں ہے۔ اور احناف کے بعض مسائل بھی وجوب پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ یہ بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں اور جو سورج طلوع ہونے کے بعد بغیر فرض کے ان دونوں کا قضا پڑھنا ہے پس یہ توضیح احناف کا مسلک ہے۔ امام محمدؒ زوال سے پہلے اور طلوع آفتاب کے بعد ان دونوں کی قضاء پڑھنا بتاتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ سے بھی روایت کی گئی ہے کہ ان دونوں کا قضاء پڑھنا جائز ہے۔

۲۴۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

عن ابی هریرةؓ قال عرسنا مع نبی ﷺ فلم نستیقظ حتی طلعت الشمس .....ثم صلی سجدتین ثم اقیمت الصلوة فصلی الغداة۔(مسلم، ص ۲۳۸، باب قضاء الصلوة الفائتة، نسائی، ص ۱۰۲، ج ۱، مسند احمد ۴۲۸، ۴۲۹، ج ۲)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالی کے نبی ﷺ کے ساتھ رات کی آخر میں آرام کیلئے اتر گئے پس ہم نیند سے بیدار نہیں ہوئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا...... پھر دو رکعات فجر کی سنت پڑھیں پھر اقامت ہوگئی پس نماز فجر پڑھی۔

۲۵۔ حدیث برید بن ابی مریم عن ابیہؓ

عن برید بن ابی مریم عن ابیه قال کنا مع رسول الله ﷺ فی سفر ...... فلم یستیقظ الا با لشمس قد طلعت علینا فامر رسول الله ﷺ المؤذن فاذن ثم

صلی الرکعتین قبل الفجر ثم امرہ فاقام فصلی بالناس ۔ (نسائی، ص۱۰۲، ج۱)

حضرت بریدبن ابی مریم سے روایت ہے وہ اپنے باپ ابومریم سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ سفر میں تھے.....پس آپ نیند سے بیدار نہ ہوئے حتی کہ ہم پر سورج طلوع ہوا تھا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے مؤذن کو اذان کا حکم کیا پس ان نے اذان کی پھر آپ ﷺ نے نماز فجر سے پہلے دو رکعات سنت پڑھی پھر مؤذن کو حکم کیا تو اس نے اقامت کی پس آپ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔

۲۶۔ حدیث نافع بن جبیر عن ابیہ

عن نافع بن جبیر عن ابیہ ان رسو ل اللہ ﷺ قال فی سفر لہ من یکلؤنا اللیلۃ لایر قد عن الصلوۃ عن صلوۃ الصبح قال بلال انا فا ستقبل مطلع الشمس ...... ثم اذن بلا ل فصلی رکعتین وصلوا رکعتی الفجر ثم صلوا الفجر۔ (نسائی، ص۱۰۲، ج۱)

حضرت نافع بن جبیر اپنے باپ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک سفر میں ارشاد فرمایا کہ آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا کہ نماز سے یعنی نماز فجر سے (غافل) سو نہ جائیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ کام کروں گا پس مطلع سورج کے روبرو ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کی سو رسول اللہ ﷺ نے دو رکعات سنتیں پڑھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے بھی فجر کی دو رکعات سنتیں پڑھ لیں پھر نماز فجر پڑھ لی۔

۲۷۔ حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

عن عمران بن حصین قال سر ینا مع رسول اللہ ﷺ فلما کان من آخر

اللیل عر سنا.... ثم امر بلالا فاذ ن ثم صلی الر کعتین قبل الفجر ثم اقام فصلینا.... (مسند احمد ص ۴۴۱ ج ۴)۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات میں سفر کرتے تھے پس جب رات کی آخر ہوگئی تو ہم آرام کے لئے اُتر گئے... پھر آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا پس اس نے آذان دی پھر آپ ﷺ نے قبل الفجر دو رکعات سنتیں پڑھ لیں پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کی پس ہم نے نماز فجر پڑھ لی۔

اور بھی کئی احادیث ہیں جو نصب الرایہ کتاب الصلوۃ میں ذکر کی گئی ہیں۔ ان احادیث کی روشنی میں سنت فجر کی فضیلت مقام اور اہمیت وفوقیت بھرپور طریقے سے ظاہر ہے اور اسی وجہ سے احناف کا مسلک ہے کہ اگر کوئی آدمی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے صبح کی سنت نہیں پڑھی ہیں اور امام فرض نماز کے لئے مصلی پر کھڑا ہے اور اس آدمی کو دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہونے کی توقع ہے تو وہ مسجد کے کسی کونے میں یا مسجد سے باہر کے حصے میں اگر سردی ہو اور امام اندر حصے میں امامت دے رہا ہے یا یہ آدمی مسجد کے اندر حصے میں اگر گرمی کا موسم ہو اور امام باہر حصے میں نماز پڑھا رہا ہو سنت پڑھ کر یا کسی ستون کے پیچھے سنت پڑھ کر امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور صف کے متصل سنت پڑھنا سخت مکروہ ہے

<u>علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں</u>

و الا فعلی باب المسجد و الافقی المسجد الشتوی ان کان الامام فی الصیفی او عکسہ ان کان یر جوا دراکہ و ان کان المسجد واحدا یأتی بھما فی ناحیۃ المسجد و لا یصلیھما مخالطاللصف مخالفا للجماعۃ فان فعل ذلک

یکرہ اشد الکراھۃ (البحر الرائق ص ۴۸).

الفقیہ الامجد طاہر بن عبدالرشید البخاریؒ لکھتے ہیں

و فی الجامع الصغیر رجل انتھی الی الامام و الناس فی صلوۃ الفجر ان رجا ان یدرک رکعۃ فی الجماعۃ تأتی برکعتی الفجر عندباب المسجد و ان لم یمکن تأتی بھما فی المسجد الشتوی انکان الامام فی الصیفی و ان کان الامام فی الشتوی ھوتأتی فی الصیفی و ان کان المسجد واحد ایقف فی ناحیۃ المسجد و لا یصلیھا مخالطا للصف مخالفا للجماعۃ فان فعل ذلک یکرہ اشد الکراھۃ و الا فضل ان یصلیھا فی البیت لمامر . (خلاصۃ الفتاوی ،ص ۶۱، ۶۲، ج ۱)

علامہ شامی ابن عابدینؒ لکھتے ہیں

والحاصل ان السنۃ فی سنۃ الفجر ان یأتی بھا فی بیتہ و الا فان کان عند باب المسجد مکان صلاھا فیہ و الا صلاھا فی الشتوی او الصیفی ان کان للمسجد موضعان و الا فخلف الصفوف عند ساریۃ لکن فیما اذا کان للمسجد موضعان و الا مام فی احد ھما ذکر فی المحیط انہ قیل لا یکرہ لعدم مخالفۃ القوم وقیل یکرہ لانھما مکان واحد قال فاذا اختلف المشائخ فیہ فالا فضل ان لا یفعل قال فی النھر وفیہ افادۃ انھا تنزیھیۃ اھ لکن فی الحلیۃ قلت وعدم الکراھۃ اوجہ للآثار التی ذکرنا اھ ثم ھذا کلہ اذاکان الامام فی الصلوۃ اما قبل االشروع فیأتی بھا فی ای موضع شاء کمافی شرح المنیۃ . قال الزیلعی و اما بقیۃ السنن ان امکنہ ان یأتی بھا قبل ان یرکع الامام اتی بھا

maktabatulishaat.com

خارج المسجد ثم اقتدی وان خاف فوت رکعة اقتدی ۔(ردالمحتار علی الدرالمختار،
ص۵۳۰،ج۱)

نوٹ: حاصل ترجمہ وہی ہے جو تینوں عبارات سے قبل لکھا جا چکا ہے۔

۲۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

پونڑ والے نے سب سے پہلے جو روایت حضرت ابوہریرہؓ سے ذکر کی ہے اذا اقیمت الصلوٰة فلا صلوة الا المکتوبة . امام طحاویؒ نے اس حدیث سے یہ جواب ذکر کیا ہے کہ ان ذلک الحدیث الذی احتجو ابه اصله عن ابی هریرةؓ لا عن النبی ﷺ هکذا رواه الحفاظ عن عمروبن دینار . حدثنا ابوبکرة قال ثنا ابو عمر الضریر قال انا حماد بن سلمة وحماد بن زید عن عمروبن دینار عن عطاء بن یسار عن ابی هریرةؓ بذلک ولم یرفعه فصار اصل هذا الحدیث عن ابی هریرةؓ لا عن النبی ﷺ ۔ (شرح معانی الآثار للطحاویؒ ،ص ۲۵۴، باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلوة الفجر ولم یکن رکع ایرکع ولا یرکع)

یہ حدیث جس پر انہوں نے استدلال کیا ہے اس کا اصل حضرت ابوہریرہؓ سے ہے نبی کریم ﷺ سے نہیں ہے (یعنی یہ موقوف حدیث ہے مرفوع نہیں ہے)اسی طرح حفاظ حدیث نے اس کی روایت حضرت عمرو بن دینار سے کی ہے۔

حضرت ابوبکرہ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے...... حضرت عطاء بن یسار نے حضرت ابوہریرہؓ سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔اور اس حدیث کو مرفوع نہیں کیا سو اس حدیث کا اصل حضرت ابوہریرہؓ سے ہوا نبی کریم ﷺ سے نہیں ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے حضرت امام بخاریؒ نے یہ الفاظ ترجمۃ الباب میں ذکر کئے ہیں۔

maktabatulishaat.com

لیکن نہ تو ترجمۃ الباب میں قال رسول اللہ ﷺ اذا اقیمت الخ ذکر کیا ہے اور نہ اس حدیث ابوھریرہؓ کو اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے بخاری، ص۹۱، ج ا باب اذا اقمیت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں

واختلف علی عمرو بن دینار فی رفعه ووقفه وقیل ان ذلک هو السبب فی کون البخاری لم یخرجه۔ (فتح الباری، ص۱۷۴، ج۲)

حضرت عمرو بن دینار کے اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے امام بخاریؒ نے اس حدیث کو بخاری میں ذکر نہیں کیا۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

فان قلت ما کان المانع للبخاریؒ جعل هذا ترجمة ولم یخرجه . قلت اختلف هذا علی عمرو بن دینار فی رفعه ووقفه فلذلک لم یخرجه۔ (عمدۃ القاری، ص ۱۸۲، ج۵)

اگر تو کہتا ہے کہ امام بخاریؒ کیلئے کیا مانع تھا کہ اس حدیث کو ترجمۃ الباب بنایا اور اس کو ذکر نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں حضرت عمرو بن دینار پر اختلاف کیا گیا ہے پس اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے اس کو ذکر نہیں کیا۔

الحافظ محمد بن طاہر بن علی بن احمد المقدسیؒ المتوفی ۵۰۷ھ لکھتے ہیں

اذا اقمیت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة : هو مشهور بالرفع والصحیح انه موقوف علی ابی هریرة (تذکرۃ الموضوعات، ص۲۰، نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت

maktabatulishaat.com

کتب کراچی۔حدیث اذا اُقیمت ...... مشہور یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے اور صحیح یہ ہے

کہ یہ حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔

الحافظ الکبیر ابوبکر عبدالرزاقؒ المتوفی ۲۱۱ھ اور یہ روایت

عبدالرزاق عن ابن جریج و الثوری عن عمر و بن دینار ان عطاء بن یسار اخبره انه سمع اباهريرة يقول : اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة (المصنف لعبد الرزاق ص ۱۸۰ ج۲ داراحیاء التراث العربی).

......عطاء بن یسار نے حضرت عمرو بن دینار کو خبر دی ہے کہ اس نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے آپ کہتے تھے کہ اذا....اھ۔ہاں تیسری روایت عن ابی هريره يبلغ به النبی ﷺ ....بھی ذکر کی ہے۔

الحافظ ابن ابی شیبہؒ المتوفی ۲۳۵ھ اور یہ روایت

۱۔ آپ نے بھی یہ روایت دوسندوں سے موقوف ذکر کی ہے۔چنانچہ آپ یوں روایت کرتے ہیں: حدثنا ابو بكر قال حدثنا ابن عيينة عن عمرو عن عطاء بن يسار سمع اباهريرة يقول اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة.

۲۔ حدثنا ابن علية عن ايوب عن عمرو عن عطاء بن يسار عن ابی هريرة قال اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة (مصنف ابن ابی شیبه ص ۵۲۵ ج ۱، دار الفكر).

۱۔ ہمیں ابوبکرؒ نے حدیث بیان کی ہے...اس نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اذا.....اھ

۲۔ ہمیں ابن علیہؒ نے حدیث بیان کی ہے.....وہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے

maktabatulishaat.com

روایت کرتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اذا.....اھ

ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ المتوفی ۲۰۴ھ اور یہ موقوف روایت

آپ نے بھی یہ روایت کتاب الام میں یوں روایت کی ہے:

لان اباهريرة قال اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة (كتا ب الام ص ۱۴۳ ج ۱، باب الوتر دارالمعرفة بيروت لبنان)۔اور حاشیہ کتاب الام میں یوں لکھتے ہیں۔

و ما ذكره عن ابى هريرة رواه الشافعى فى القديم موقوفا عليه من طريق سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن عطاء بن يسار عن ابى هريرة قوله .

(كتاب الام ص ۱۴۶ باب الوتر)

اور جو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے یہ امام شافعی رحمہ اللہ نے قول قدیم میں آپ پر موقوف ذکر کیا ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ کی طریق سے وہ حضرت عمرو بن دینار سے وہ حضرت عطار بن یسار سے اور وہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا قول روایت کرتا ہے۔

علامہ شاہ انور شاہ کشمیریؒ المتوفی ۱۳۵۲ھ اور یہ حدیث والمزید

اما اولا فبان الحديث مو قوف و ليس بمرفوع كما يعلم من صنيع البخارى فى صحيحه حيث لم يعبره بقول النبى ﷺ و ان مال فى جزء رفع اليدين الى رفعه و لكن العبرة بما فى الصحيح لان دأبه فى الخارج اوسع و فى الصحيح احكم فانه قد يلتزم فى الخارج بعض مايكون بديهى البطلان كدعواه فى عدم ثبوت ترك الرفع عن احد من الصحابة رضى الله عنهم و منه قوله بعدم ادراك الركعة بادراك الركوع عندهم (فيض البارى ص ۱۹۸ ج ۲، مكتبه

maktabatulishaat.com

محمد یعقوب الفراھی).

جو پہلا جواب ہے پس یہ کہ یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں ہے جیسا کہ امام بخاریؒ کی طریقہ سے اپنی صحیح بخاری میں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس حدیث سے بقول النبی ﷺ تعبیر نہیں کی ہے اگر چہ اپنی کتاب جزء رفع الیدین میں اس حدیث کے رفع کو مائل ہوئے ہیں لیکن عبرت اس کو ہے جو صحیح بخاری میں ہے اس لئے کہ ان کی عادت صحیح بخاری سے باہر بہت وسیع ہے اور صحیح بخاری میں بہت مضبوط ہے کیونکہ اُنہوں نے بخاری سے باہر کبھی بعض ایسا التزام کیا ہے جو صریح باطل ہے جیسا کہ ان کا دعوی ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ترک رفع الیدین ثابت نہیں ہے اور اس صریح البطلان میں سے ان کا یہ قول بھی ہے کہ رکوع میں شامل ہونے سے ان کے نزدیک رکعت نہیں پائی جاتی۔

عرف شذی اور شاہ صاحبؒ کی تحقیق

اور عرف شذی میں یوں لکھتے ہیں: و اما حدیث البا ب عن ابی ھریرۃ فمختلف فیه فی الرفع والوقف فمن وقفه حماد بن سلمة فی مسلم ص ۲۴۷ و لکن اخرجه مر فوعا و موقوفا فلعله سلم رفعه ووقفه حماد بن زید فی معانی الآثار ص ۲۱۹ و نقل الشافعی فی کتاب الام من قول ابی ھریرۃ فی الموضعین ووقفه ابن علیة فی مصنف ابن ابی شیبة و اسماعیل بن مجمع فی علل ابی حاتم و قال ابو حاتم والصواب انه موقوف کما فی تلخیصه و لکنه روی بطریق الا ان داب المحدثین ان حکمهم بالوقف من حیث جمیع الاسانید لا من سند واحد ووضعه البخاری فی الترجمة و لعله تاثر من الاختلاف رفعا ووقفا و فی تذکرة الموضوعات لمحمد بن طاھر المقدسی الصواب انه

maktabatulishaat.com

موقوف و هو من حفاظ الحديث الا انه ما ل الى التصوف فأخذ فيه و تكلم البيهقى فى معرفة السنن و الآثار فى الوقف و الرفع و غرضه اثبات الرفع و فيه ان التلميذ سئل حماد بن سلمة هل هو عنه عليه السلام قال حماد نعم و لكن حمادا وقفه فى مسلم و لكني متردد فى ما نقل البيهقى فان السائل عن حماد هو ابن عيينة و الشافعي من اخص تلامذة ابن عيينة و لما رفعه حماد عند ابن عيينة كيف لا ير فعه ابن عيينة و كيف لا يطلع عليه الشافعي و الشافعي مع كون قوله الجديد ما هو مختار الشافعية الآن موافقا لما روى عن ابى هر يرة لمن ير فعه مع ان الرفع يفيده و اما قوله القديم فموافق لنا و اخرجه الطحاوى رفعا ووقفا و مالى الى الوقف و بوّب ابن ابى شيبة فى مصنفه على هذه المسئلة و صنيعه فى مو ضع الباب يدل على الوقف و ايضا لم ير فعه حيث اخرجه تحت الباب و ممن رفعه ابوحنيفة فى مسنده للخوارزمى و انى رأيت فى حاشية مسند الخوارزمى المطبوع بدهلى ان بعض الرواة يروون عن ابى حنيفة الا ركعتى الفجر ......الفجر ...الخ (العرف الشذى على الترمذى ص ۹۷ ، ۹۸ ج ۱).

اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے جو باب والی حدیث ہے پس اس کی رفع اور وقف میں اختلاف کیا گیا ہے سو جنھوں نے اس کو موقوف نقل کیا ہے ایک حماد بن سلمہ ہے ۔ مسلم ص ۲۴۷ میں موقوف ذکر کیا ہے لیکن اس نے اس حدیث کو مرفوعا اور موقوف ذکر کیا ہے پس شاید اس نے اس حدیث کو مرفوع تسلیم کیا ہو اور حماد بن زید نے اس کو موقوف ذکر کیا ہے معانی الآثار ص ۲۱۹ میں ۔ اور حضرت امام شافعیؒ نے دو جگہ کتاب الام میں حضرت ابوھریرہ

maktabatulishaat.com

رضی اللہ عنہ کا قول (موقوف) نقل کیا ہے اور ابن علیہؒ نے مصنف ابن شیبہ میں اس کو موقوف ذکر کیا ہے اور اسماعیل بن مجمعؒ نے علل ابی حاتم میں بھی موقوف ذکر کیا ہے۔اور ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے جیسا کہ اس کی تلخیص میں ہے لیکن اس نے اسکو ایک طریقہ سے روایت کیا ہے۔لیکن محدثین کی عادت یہ ہے کہ ان کے وقف کا حکم تمام سندوں کی وجہ سے ہوتا ہے نہ ایک سند کی وجہ سے۔اور امام بخاری نے اس کو ترجمۃ الباب میں ذکر کیا ہے اور شاید کہ وہ اس کی رفع اور وقف سے متاثر ہو گئے تھے۔اور محمد بن طاہر المقدسیؒ کی کتاب تذکرۃ الموضوعات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور آپ حفاظ حدیث میں سے ہیں لیکن آپ تصوف کو مائل ہو گئے سو اس میں آپ کا مواخذہ کیا گیا۔اور امام بیہقیؒ نے معرفۃ السنن والآثار میں اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے کے بارے میں کلام کیا ہے۔اور اس کا عرض مرفوع کا اثبات ہے اور اس میں ہے کہ شاگرد نے حضرت حماد بن سلمۃؒ سے پوچھا کہ کیا یہ حدیث نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے ہے حماد نے فرمایا ہاں! لیکن حماد نے اس حدیث کو جیسا کہ مسلم میں ہے موقوف ذکر کیا ہے لیکن میں امام بیہقیؒ نے جو نقل کیا ہے شک میں ہوں اس لئے کہ حمادؒ سے پوچھنے والا ابن عیینہؒ ہے اور امام شافعیؒ ابن عیینہؒ کے خصوصی شاگردوں میں سے ہیں اور جب حمادؒ نے اس کو حضرت ابن عیینہ کے ہاں مرفوع بیان کیا تو ابن عیینہؒ اس کو کیوں مرفوع نہیں بتاتے اور امام شافعیؒ اس پر کیوں مطلع نہیں ہوئے ہے۔ اس کے ساتھ کہ امام شافعیؒ کا قول جدید جو اب شوافع کا مختار قول ہے اور ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے موافق ہے (امام شافعیؒ) اس کو مرفوع بیان نہیں کرتے اگرچہ مرفوع آپ کو مفید ہے۔اور آپ کا قدیم قول جو ہے سو وہ ہمارے موافق ہے۔اور اس حدیث کو امام طحاویؒ نے مرفوع اور موقوف ذکر کیا ہے اور موقوف کو مائل ہوئے ہیں اور ابن ابی

maktabatulishaat.com

شیبہؒ نے اس مسئلے پر اپنی مصنف میں باب باندھا ہے اور آپ کا یہ طریقہ باب باندھنے میں حدیث کے موقوف ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اسی طرح جب باب میں ذکر کیا ہے تو اس کو مرفوع نہیں کیا ہے اور اس کو جیسا کہ مسند خوارزمیؒ میں ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے مرفوع نقل کیا ہے اور میں نے مسند خوارزمی مطبوعہ دھلی کے حاشیہ میں دیکھا ہے کہ بعض راویوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے الا رکعتی الفجر ...الخ یعنی دو رکعات سنت فجر کی استثناء روایت کی ہے۔ استثناء کی بحث انشاء اللہ العزیز آئے گا۔

پھر لکھتے ہیں

اقول وقفه عمرو بن دينار آخرا كما في حاشية الام و حماد بن زيد و حماد بن سلمة و ابن عيينة و الامام الشافعي و غيرهم (العرف الشذى على الترمذی ص ۹۹ ج ۱).

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ نے آخر میں موقوف بیان کیا ہے جیسا کہ کتاب الام کے حاشیہ میں ہے۔ اور حماد بن زیدؒ اور حماد بن سلمہؒ اور ابن عیینہؒ اور امام شافعیؒ وغیرھم نے موقوف ذکر کیا ہے۔

حضرت حماد بن زیدؒ اور یہ روایت

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کی روایت کے بعد حضرت حماد بن زید کے یہ الفاظ بھی روایت کئے ہیں: **قال حماد ثم لقيت عمرا فحدثني به و لم يرفعه** (مسلم ص ۲۴۷ ج ۱) حضرت حماد رحمہ اللہ کہتے ہیں پھر میں حضرت عمرو رحمہ اللہ سے ملا سو اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی اور اس کو مرفوع نہیں کیا۔

maktabatulishaat.com

حضرت امام ترمذیؒ اور یہ روایت

آپ بھی یہ روایت ذکر کرنے کے بعد یوں لکھتے ہیں: و روی حماد بن زید و سفیان بن عیینة عن عمرو بن دینار و لم یر فعاه (ترمذی ص ۹۶ ج ۱).

اور حماد بن زیدؒ اور سفیان بن عیینہؒ نے حضرت عمرو بن دینار سے یہ حدیث روایت کی اور اس کو مرفوع نہیں بتایا۔ امام ترمذیؒ خود مرفوع کے قائل ہیں۔

امام بیہقیؒ اور یہ روایت

.....قال حماد بن زید ثم لقیت عمرا فحدثنی به و لم یر فعه (السنن الکبری ص ۶۷۹ ج ۲ ، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان). آپ یوں لکھتے ہیں:

قال زکریا: قال حماد؛ قال علی بن الحکم؛ حدث بهذا عمرو بن دینار مرة فرفعه فقال له رجل ؛ انک لم تکن ترفعه قال بلی قال لا واللہ قال ؛ فسکت (السنن الکبری ص ۶۷۹ ج ۲).

ذکریا کہتے ہیں..... حضرت عمرو بن دینارؒ نے ایک دفعہ یہ حدیث بیان کی سو اس کو مرفوع بتایا پس ایک آدمی نے آپ کو کہا کہ آپ اس حدیث کو مرفوع بیان نہیں کرتے؟ حضرت عمروؒ نے کہا کیوں نہیں ۔اس شخص نے کہا کہ واللہ! آپ یہ مرفوع نہیں بیان کرتے۔ علی بن الحکمؒ کہتے ہیں پس آپ خاموش ہو گئے۔

ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں

.....فان هذا الحدیث یرویه حماد بن سلمة موقوفا علی ابی هریرة ....ثم رواه عن حماد بن زید عن عمرو بن دینار نفسه فانه او قفه علی ابی هریرة (الکامل لابن عدی ص ۵۲ ج ۳).

maktabatulishaat.com

شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں

و بالجملة اضطرب الحديث رفعا ووقفا و ممن وقفه حماد بن زيدو حماد بن سلمة و ابن عيينة وغيرهم عن عمرو بن دينار (معارف السنن ص ۷۷ ج ۴)

اور بالجملہ حدیث باعتبار مرفوع اور موقوف ہونے کے مضطرب ہے ......

دوسرا جواب یہ حدیث عام اور قطعی الدلالت نہیں ہے

یہاں تک پہلے جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور حفاظ حدیث نے اس کو موقوف روایت کیا ہے۔جیسا کہ امام طحاوی المتوفی ۳۲۱ھ نے ذکر کیا ہے کہ هكذا رواه الحفاظ عن عمرو بن دينار (شرح معانی الآثار ص ۲۵۴ ج ۱).

اسی طرح حفاظ حدیث نے اس حدیث کو حضرت عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے۔اب دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث عام اور قطعی الدلالت نہیں ہے اور اس کے کئی دلائل ہیں۔

۲۹۔ رسول اللہ ﷺ نے خود عندالاقامت سنت فجر پڑھی ہیں جیسا کہ حدیث ہے:

عن الحارث عن على رضى الله عنه قال كان النبى ﷺ يصلى الركعتين عند الاقامة (ابن ماجه ص ۸۰ ، باب ما جاء فى الركعتين قبل الفجر ، مسند احمد ص ۷۷ ، ۸۷ ، ۹۸، ۱۱۱ ج ۱)

حضرت حارثؒ سے روایت ہے وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اقامت کے وقت فجر کی دو رکعات سنت پڑھتے تھے۔

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں

قلت فيه جواز ركعتى الفجر عنداقامة المكتوبة للامام وحديث اذا اقيمت

maktabatulishaat.com

الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة يعم الامام والماموم جميعا وقد خص منه الامام لحديث علي هذا وهو حديث حسن الاسناد فلم يبق العام قطعيا فيجوز تخصيصه في حق الماموم بما اذا صلى مخالطا للصفوف بآثار الصحابة (رضي الله عنهم) (اعلاء السنن، ص ۱۰۵، ج ۷)

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث شریف میں صبح کی دو رکعات سنت امام کی فرض نماز کی اقامت کے وقت پڑھنے کا جواز ہے کہ یہ جائز ہے اور حدیث ابوھریرہؓ اذا اقیمت ...الخ امام اور مقتدی دونوں کو عام ہے۔ اور اس حدیث کی بنا پر اس سے امام خاص کیا گیا اور یہ حدیث حسن اسناد والی ہے پس یہ عام قطعی نہ رہا پس اس کی تخصیص مقتدی کے حق میں بھی جائز ہے جبکہ وہ صفوں سے مخلوط (مسجد کی کسی کونے یا ستون کے پیچھے) سنت پڑھے۔ اور یہ تخصیص صحابہ کرام کے آثار سے ہے۔ وہ آثار صحابہ انشاء اللہ بعد میں ذکر کیے جائنگے۔

اسی طرح حدیث ابوھریرہؓ عام قطعی الدلالت نہیں ہے جیسا کہ حدیث حضرت علیؓ سے اس میں تخصیص ہوگئی۔ اسی طرح تین احادیث اور لیجئے جن سے اس حدیث کی عمومیت برقرار نہیں رہتی۔

۳۰۔ عن مالک عن هشام بن عروة عن ابيه : ان عبدالله بن مسعود قال : مابالي لو اقيمت صلوة الصبح وانا اوتر۔ (مؤطا امام مالک، ص ۸۴، باب الوتر بعد الفجر۔ دار الفکر بیروت لبنان بروایۃ یحیٰ بن کثیر اللیثی)

امام مالکؒ سے روایت ہے.....کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اگر نماز صبح کیلئے اقامت ہو کر نماز قائم کی گئی اور میں وتر میں مشغول ہوں وتر پڑھتا ہوں۔
مولانا ظفر احمد عثمانی صاحبؒ اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں وسندہ صحیح۔ (اعلاء السنن

maktabatulishaat.com

،ص ۱۰۷، ج ۷) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۳۱۔ عن مالک : عن یحیی بن سعید انه قال : کان عبادة بن الصامت یؤم قوما فخرج یوما الی الصبح فاقام المؤذن صلاة الصبح فاسکته عبادة حتی اوتر ثم صلی بهم الصبح ۔(مؤطا الامام مالک، ص ۸۴ باب الوتر بعد الفجر)

حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے وہ یحیٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا ہے کہ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ ایک قوم کی امامت کرتے تھے پس ایک دن صبح کی نماز کیلئے نکل گئے سو مؤذن نے نماز فجر کیلئے اقامت شروع کی۔ پس حضرت عبادہ بن صامتؓ نے اس کو خاموش کیا یہاں تک کہ نماز وتر پڑھی پھر ان کو نماز فجر پڑھائی۔

<u>مولانا ظفر احمد تھانویؒ اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں</u>

ورجاله ثقات الا ان فیه انقطاعا یحی بن سعید لم یسمع من صحابی غیر انس (کذا فی التهذیب ،ص ۲۲۳، ج ۱۱ علاء السنن ،ص ۱۰۷ ، ج ۷)

اس کے رجال ثقہ ہیں لیکن اس میں انقطاع ہے۔ یحیٰ بن سعیدؒ نے حضرت انسؓ کے علاوہ کسی اور صحابی سے سماع نہیں کیا۔ اسی طرح تھذیب التھذیب میں ہے۔

۳۲. عن مالک عبدالرحمن بن القاسم انه قال : سمعت عبدالله بن عامر بن ربیعة یقول : انی لاوتر وانا سمع الاقامة او بعد الفجر یشک عبدالرحمن ای ذلک قال . (موطأ الامام مالک ،ص ۸۴، باب الوتر بعدا الفجر)

حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے آپ عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ میں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ضرور وتر ادا کرتا ہوں اور میں اقامت سنتا ہوں یا فجر طلوع ہونے کے بعد شک عبدالرحمٰن کرتا ہے کہ کونسا لفظ آپ نے کہا

maktabatulishaat.com

ہے۔

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں

وسنده صحیح وعبدالله بن عامر ولد فی عهد النبی ﷺ وراه وهو غلام (کما فی التهذیب، ص ۲۷۱، ج۵. اعلاء السنن، ص ۱۰۸، ج۷)

اور اسکی سند صحیح ہے اور حضرت عبداللہ بن عامرؒ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے اور آپ ﷺ کو لڑکپن میں دیکھ چکے تھے۔ جیسا کہ تھذیب میں ہے۔

یہ تینوں حدیثیں لا صلوة الا المکتوبة سے تخصیص کا فائدہ دیتی ہیں اور اس کی عمومیت قطعی نہیں رہتی حالانکہ لفظ صلوة نکرہ ہے اور نفی کے سیاق میں وارد ہے اور کلام میں حصر ہے اس لئے کہ نفی و اثبات کے درمیان ہے لیکن پھر بھی اس سے تخصیصات اور مستثنیات ہیں تو اسی طرح اس سے سنت فجر بھی خارج ہیں جس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئیگی۔

تیسرا جواب: تیسرا جواب یہ ہے کہ حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ میں نفل نماز سے منع ہے نوافل زائدہ ہوں یا راتبہ ہوں اور سنت فجر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایک قول کے مطابق واجب ہیں۔

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

قوله (الا المکتوبة) فیه منع التنفل بعد الشروع فی اقامة الصلوٰة سواء کانت راتبة ام لا لان المراد بالمکتوبة المفروضة. (فتح الباری، ص ۱۷۵، ج۲ المکتبة السلفیة)

آپ کا قول کہ الا المکتوبة اس میں نماز کے لئے اقامت کرنے کے بعد نفل کرنے کی منع ہے برابر ہے کہ مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ ہوں۔ اس لئے کہ مکتوبہ سے مراد فرض نماز ہے۔

maktabatulishaat.com

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں

ولا یخفی ان رکعتی الفجر عند نا کالو ترفی التاکید حتی قال ابو حنیفة بو جو بهما فی روایة واختلف الائمة فی ذلک بعد اتفاقهم علی ان آکد السنن الرواتب مع الفرائض الوتر ورکعتا الفجر وآکدهما عند مالک والشافعی الوتروعند احمد رکعتا الفجر مع اتفافهم انهما سنة وقال ابوحنیفة : الوتر واجب کذافی رحمة الامة ،ص ۲۳ فجواز الایتار عند اقامة فرض الفجر یستلزم جواز رکعتی الفجر عند ها ایضا لکونهما سنة عند الجمهور وکون رکعتی الفجر آکد عند احمد من الوتر . (اعلاالسنن،ص۱۰۸،ج۷)

اور پوشیدہ نہیں کہ ہمارے نزدیک دورکعات سنتِ فجر تاکید میں وتر کی طرح ہیں یہاں تک کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ایک روایت میں ان دونوں کے وجوب کا قول کیا ہے۔اور دیگر ائمہ کرامؒ نے اس میں اختلاف کیا ہے اس کے بعد کہ وہ متفق ہیں کہ زیادہ مؤکد سنن مؤکدہ میں فرائض کے ساتھ وتر اور دورکعات فجر ہیں۔

اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک ان دونوں میں زیادہ موکدوتر ہیں اور امام احمدؒ کے نزدیک مؤکد دورکعات سنت فجر ہیں اگرچہ وہ متفق ہیں کہ یہ دونوں سنت ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ وتر واجب ہیں۔اسی طرح رحمۃ الامہ،ص۲۳ میں ہے پس نماز فجر کیلئے اقامت کے وقت وتر (کی قضاء) کرنا اسی وقت دورکعات سنت فجر! پڑھنے کی جواز کو بھی اس طرح مستلزم ہے اس لئے کہ یہ دونوں جمہور کے نزدیک سنت ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک دورکعات سنت فجر وتر سے زیادہ مؤکد ہیں۔

مولانا محمد یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں

ثم ان الركعتين ان اخترنا رواية وجوبهما فلا نحتاج الى الجواب عن الحديث.(معارف السنن ص ۷۵ ج ۴).

پھر یہ دو رکعتیں اگر ہم ان دونوں کی وجوب کی روایت اختیار کریں تو ہم حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے جواب کے محتاج نہیں لیکن یہ روایت شاذ ہے۔

چوتھا جواب: چوتھا جواب یہ ہے کہ سنت فجر تاکیداً، کثرت فضیلت اور ترغیب کی وجہ سے حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے خارج ہیں۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ کی روایت ہے:قال قال رسول اللہ ﷺ لا تدعوهما و ان طردتكم الخيل (ابوداؤد ص ۱۸۶ ج ۱،مسند احمد ص ۴۰۵ ج ۲،کنزالعمال ص ۱۵۱ ج ۷،الترغیب ص ۲۰۲ ج ۱) ۔آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ فجر کی دو رکعات سنتوں کو نہ چھوڑو اگر چہ تم کو گھوڑے روند ڈالیں۔

اسی طرح آپ کا اثر ہے: عن عبد ربه قال سمعت اباهريرة رضي الله عنه يقول لا تدع ركعتي الفجر و لو طرقتك الخيل

(مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۱۴۴ ج ۲).

عبدربہؒ سے روایت ہے آپ نے کہا ہے کہ میں نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ صبح کی دو رکعات سنتوں کو نہ چھوڑو اگر چہ گھوڑے تم کو مصیبت پہنچائیں۔

تو گھوڑوں کی روند ڈالنے اور تکلیف پہنچانے کے باوجود پڑھنے سے مسجد کے دروازے کے پاس یا بیرونی حصہ میں یا اندرونی حصہ میں یا کسی کونے میں یا کسی ستون کے پیچھے پڑھنا بہت افضل ہے بشرطیکہ دوسری رکعات میں شمولیت کر سکے اور اسی طرح سے دونوں فضیلتیں حاصل کر سکے گا ۔سنت فجر کی فضیلت بھی حاصل کر لی اور شمولیت جمع بھی حاصل کر

ی۔احناف رحمہم اللہ نے دوسری رکعت میں شمولیت کی شرط شائد اس لئے بتائی ہو کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

۳۳. حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال من ادرک رکعة من الصلوۃ فقد ادرک الصلوۃ (بخاری ص ۸۲ ج ۱ ، ترمذی ص ۱۱۸ ج ۱ ، ابن ماجه ص ۷۸ ، مسند احمد ص ۲۴۱ ، ۲۶۵، ۲۸۰ ، ۳۷۵ ج ۲).... کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے امام کے ساتھ نماز سے ایک رکعت پائی پس اس نے نماز پائی یعنی امام کے ساتھ ایک رکعت میں شامل ہوا تو اس نے جماعت پائی۔ اور سنت فجر کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں جو پہلے عنوان ''سنت فجر پڑھنے میں ترغیبات اور احادیث'' میں ۲۷ حدیثیں ذکر کی گئی ہیں وہاں دیکھئے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

پانچواں جواب: پانچواں یہ ہے کہ سنت فجر حدیث حضرت ابوھریرہ رضی اللہ کی حدیث اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبة سے مستثنیٰ ہے اور یہ سنت بعد الشروع فی الاقامۃ والفرض پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ یہ روایت امام بیہقیؒ نے ذکر کی ہے۔

۳۴. حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ

عن حجاج بن نصیر عن عباد بن کثیر عن لیث عن عطاء عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبة الا رکعتی الصبح (السنن الکبری ص ۶۷۹ ج ۲، دارلکتب العلمیة ، بیروت لبنان

.... حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب جماعت کھڑی کردی جائے تو سوائے فرض نماز کے اور کوئی نماز نہیں مگر دو رکعات صبح

maktabatulishaat.com

کے (اس حکم سے مستثنی ہیں) لھذا ان کا پڑھنا صحیح ہے۔

پہلا اعتراض: لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ جب جماعت کھڑی ہو تو سنت فجر بھی نہیں پڑھنی چاہیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۳۵. <u>امام بیہقیؒ نے حدیث ذکر کی ہے</u>

نبأنا ابو سعد المالینی ......یحیی بن نصر بن حاجب المروزی ثنا مسلم بن خالد الزنجی عن عمرو بن دینار عن عطاء بن یسار عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة قیل یا رسول الله و لا رکعتی الفجر قال و لا رکعتی الفجر. (السنن الکبری ص ۶۷۹ ج ۲).

دوسرا اعتراض: دوسرا اعترض یہ ہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و هذه الزیادة لا اصل لها و حجاج بن نصیر و عباد بن کثیر ضعیفان (السنن الکبری ص ۶۸۰ ج ۲)۔اور یہ زیادت (الا رکعتی الفجر) اس کا کوئی اصل نہں ہے اور حجاج بن نصیر اور عباد بن کثیر دونوں ضعیف ہیں۔

پہلے اعتراض کا جواب: پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس زیادت (قیل یا رسول الله و لا رکعتی الفجر) کا کوئی اصل نہیں ہے۔

<u>علامہ محمد بن علی النیموی لکھتے ہیں</u>

آپ اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں و هذه الزیادة لا اصل لها (آثار السنن ص ۲۲۶، مکتبہ امدادیہ ملتان :

maktabatulishaat.com

مسلم بن خالد الزنجی پر کلام

اس روایت میں مسلم بن خالد الزنجیؒ ہے جو ضعیف اور لا یحتج بہ راوی ہے۔

اس پر محدثین کا کلام ہے

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں

فقیہ صدوق کثیر الاوہام (تقریب التہذیب ص ۱۷۸ ج ۱)۔

عالم ہے، سچا ہے اور بہت اوہام والا ہے اور تہذیب میں یوں لکھتے ہیں: و قال ابن المدینی لیس بشئی . و قال البخاری منکر الحدیث یکتب حدیثہ و لا یحتج بہ یعرف و ینکر و قال ابن عدی حسن الحدیث و ارجو انہ لا بأس بہ .... و قال ابن سعد : و کان کثیر الغلط فی حدیثہ و قال الساجی صدوق کثیر الغلط و کان یری القدر قال الساجی و قد روی عنہ ما ینفی القدر (تہذیب التہذیب ص ۱۲۹ ج ۱۰)۔

اور ابن المدینیؒ نے کہا ہے کہ یہ لیس بشئی ہے اور امام بخاریؒ نے کہا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے اس کی حدیث لکھی جاسکتی ہیں مگر ان سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔........... اور ابن عدیؒ نے کہا ہے کہ یہ حسن الحدیث ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ لا بأس بہ ہوگا۔ اور ابن سعدؒ نے کہا ہے۔ اور یہ اپنی حدیثوں میں بہت غلطیاں کرتا تھا۔ میں کہتا ہوں اور عثمان دارمیؒ نے ابن معینؒ سے روایت کی ہے کہ یہ ثقہ ہے۔ عثمان دارمی نے کہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث میں کچھ معتبر نہیں۔ اور ساجیؒ نے کہا ہے کہ یہ سچا ہے اور بہت غلطیاں کرتا تھا۔ اور یہ تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتا تھا۔ ساجیؒ کہتے ہیں اس سے ایسی احادیث روایت کی گئی

maktabatulishaat.com

ہیں جو تقدیر کی نفی کرتی ہیں۔

علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں

مسلم بن خالد الزنجی امام صدوق یھم و ثقہ ابن معین وغیرہ و ضعفہ النسائی و جماعۃ . و قال البخاری و ابوزرعۃ : منکر الحدیث (المغنی فی الضعفاء ص ۴۰۲ ج ۲ ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان.

مسلم بن خالد الزنجیؒ امام ہے، سچا ہے غلطی میں پڑ جاتا تھا۔ ابن معینؒ وغیرہ نے اس کی توثیق کی ہے اور امام نسائیؒ اور ایک جماعت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے ۔اور امام بخاریؒ اور ابوزرعہ نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

اور میزان میں یوں لکھتے ہیں

قال ابن معین : لیس بہ بأس ، و قال مرۃ ثقۃ و قال مرۃ ضعیف و قال الساجی کثیر الغلط کان یری القدر و قال البخاری : منکر الحدیث و قال ابو حاتم لا یحتج بہ و ضعفہ ابو داؤد و قال ابن المدینی لیس بشئی و قال ابن عدی ارجوا انہ لا بأس بہ ھو حسن الحدیث (میزان الاعتدال ص ۱۰۲ ج ۴، المکتبۃ الاثریۃ .

ابن معین نے کہا ہے کہ یہ بہت غلطیوں والا تھا۔ تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتا تھا ۔اور امام بخاریؒ نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے کہ اس کی حدیث منکر ہیں اور ابو حاتمؒ نے کہا ہے کہ اس سے استدلال نہیں کیا جاتا اور امام ابوداؤد نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور ابن المدینی نے کہا ہے کہ یہ لیس بشئی ہے اور ابن عدیؒ نے کہا ہے میں امید رکھتا ہوں کہ یہ لا بأس بہ ہے اور یہ حسن حدیث والا ہے۔ اور سیر میں یوں رقمطراز ہیں:

maktabatulishaat.com

قال یحیی بن معین : لیس به باس، و قال البخاری منکر الحدیث و قال ابو حاتم لا یحتج به و قال ابن عدی حسن الحدیث ارجو انه لا باس به و قال ابو داؤد ضعیف" . قلت بعض النقاد یرقّی حدیث مسلم الی درجة الحسن (سیر علام النبلاء ص ۱۷۷ ج۸).

......میں کہتا ہوں کہ بعض نقادوں نے مسلم بن خالد کی احادیث حسن کے درجہ کو پہنچائے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

مسلم بن خالد ابو خالد الزنجی عن ابن جریج و هشام بن عروة منکر الحدیث . قال علی لیس بشئی التاریخ الکبیر ص ۲۶۰ ج۷، دارلفکر ، و کتاب الضعفاء الصغیر ص ۲۷۶ ، اداره ترجمان السنة لاهور .

امام عقیلی ابو جعفرؒ لکھتے ہیں

حدثنا محمد بن عثمان العبسی قال سمعت یحیی بن معین وذکر مسلم بن خالد فقال کان ضعیفاً حدثنا عبدالله قال قال ابی : مسلم بن الزنجی کذا وکذا . حدثنی آدم قال سمعت البخاری یقول مسلم بن خالد الزنجی عن ابن جریج و هشام بن عروة منکر الحدیث . قال البخاری قال علی لیس بشئی (کتاب الضعفاء للعقیلیؒ ص ۱۳۰۳ ج۴ ، دارالصمیعی).

امام نسائی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

مسلم بن خالد الزنجی ضعیف(کتاب الضعفاء و المتروکین ص ۳۰۴، ادارة ترجمان السنۃ لاہور

maktabatulishaat.com

علامہ ابن الجوزی ابوالفرجؒ لکھتے ہیں

یروی عن الزهری قال علی بن المدینی : لیس بشئی و قال الرازی لا یحتج به و قال النسائی ضعیف و قال ابوزرعة الرازی و البخاری هو منکر الحدیث و قال یحیی ثقة کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۱۱۷ ج ۳، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان .

علامہ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں

ثنا علی بن احمد ثنا ابن ابی مریم سمعت یحیی بن معین یقول : مسلم بن خالد الزنجی لیس به بأس ثنا ابن حماد حدثنی عبدالله عن ابیه قال مسلم بن خالد کذا و کذا.

اخبرنا المرزبانی حدثنی ابو العباس القرشی قال سمعت علی بن المدینی یقول الزنجی بن خالد منکر الحدیث ما کتبت عنه و ما کتبت عن رجل عنه . سمعت ابن حماد یقول قال البخاری مسلم بن خالد الزنجی ابو خالد عن ابن جریج و هشام بن عروة منکر الحدیث لیس بشئی و قال النسائی : مسلم بن خالد الزنجی ضعیف (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۷ ج۸، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان اورخود لکھتے ہیں و هو حسن الحدیث و ارجوانه لا بأس به (الکامل ص ۱۱ ج۸).

الحافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتمؒ لکھتے ہیں

نا عبدالرحمن انا ابو بکر بن ابی خیثمة فیما کتب الی قال سمعت یحیی بن معین یقول : مسلم بن خالد الزنجی ثقة. نا عبدالرحمن سمعت ابی یقول قال

maktabatulishaat.com

علی بن المدینی مسلم بن خالد لیس بشنی . نا عبدالرحمن قالت سالت ابی عن مسلم بن خالد الزنجی فقال لیس بذاک القوی منکر الحدیث یکتب حدیثه و لا یحتج به تعرف و تنکر (کتاب الجرح و التعدیل ص ۱۸۳ ج۸، داراحیاء التراث العربی بیروت).

یحیی بن نصر بن حاجب القرشیؒ

اسی طرح اس میں ایک راوی یحیی بن نصر بن حاجب القرشی ہے ۔جس پر محدثین اور ائمہ جرح وتعدیل کا کلام ہے۔

علامہ ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قال ابوزرعة لیس بشنی (المغنی فی الضعفاء ص ۵۳۱ ج۲).

ابوزرعہ نے کہا ہے کہ یحیی بن نصر لیس بشئی ہے کچھ بھی نہیں اور میزان میں یوں لکھتے ہیں۔

قال ابوزرعة لیس بشنی و اما ابن عدی فروی له احادیث حسنة و قال ارجو انه لا بأس به و قال مهنّا : سالت احمد بن حنبل عنه فقال کان جهمیا یقول قول ابی جهم و قال ابو حاتم یلیّنه عندی قدم رجاله (میزان الاعتدال ص ۴۱۲ ج۴).

ابوزرعہؒ نے کہا ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں اور ابن عدیؒ جو ہے پس آپ نے اس کی حسن احادیث روایت کی ہیں اور کہا ہے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ لاباٌس بہ ہوگا اور مھنا نے کہا ہے کہ میں نے اس کے بارے میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا پس آپ نے فرمایا کہ وہ جھمی تھا ابوجہم کا عقیدہ رکھتے تھے اور امام ابوحاتمؒ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی مصیبت اس کے سابقہ اساتذہ کی وجہ سے ہے۔

نوٹ) میزان الاعتدال میں امام ابوحاتم کی عبارت نقل کرنے میں غلطی ہے جو ناسخ سے واقع ہوئی ہوگی۔ اصل عبارت ہے ۔ بلیته عندی قدم رجاله "یلینه" نہیں ہے ۔ دیکھئے کتاب الجرح والتعدیل ص ۱۹۳ ج ۹ جو آگے آرہا ہے۔

علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابن الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قال ابوزرعة لیس بشئی (کتاب الضعفاء و المتروکین لابن الجوزی ص ۲۰۴ ج ۳).

علامہ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں

و یحیی بن نصر له غیر ما ذکرت من الاحادیث و ارجو انه لا بأس به (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۱۱۳ ج ۹).

"الحافظ نورالدین علی بن ابی بکر الهیثمیؒ" لکھتے ہیں

آپ طبرانی کی ایک حدیث نقل کرنے کے بعد یوں لکھتے ہیں: و فیه یحیی بن نصر بن حاجب و ثقه ابن عدی و ضعفه جماعة (مجمع الزوائد ص ۲۳ ج ۴، دار لفکر)۔ اس میں یحیی بن نصر بن حاجب ہے۔ ابن عدیؒ نے اس کی توثیق کی ہے اور علماء محدثین کی ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازیؒ لکھتے ہیں

نا عبدالرحمن قال سمعت ابی یقول قلت لیحیی بن نصر بن حاجب ای شئی قصتک اری اصحاب الحدیث منقبضین عنک قال کان بینی و بین بشر المریسی فی الحداثة معرفة فلما قدمت اتانی مسلما علی قیل لابی فضعف حاله لذاک ؟ قال : هو ادعی ذاک و عندی بلیته قدم رجاله . ثنا عبدالرحمن

maktabatulishaat.com

قال سألت ابازرعة عن يحيى بن نصر بن حاجب فقال ليس بشئی . سل اباک عنه فانه كتب عنه بالری و ببغداد نا عبدالرحمن قال : سئل ابی عنه فقال تکلم الناس فيه (كتاب الجرح والتعديل ص ۱۹۳ ج ۹).

ہمیں عبدالرحمنؒ نے بیان کیا ہے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے، وہ کہتے تھے کہ میں نے یحییٰ بن نصر بن حاجب سے کہا کہ آپ کا قصہ کیسا ہے؟ کہ میں محدثین کو آپ سے منقبض دیکھتا ہوں (آپ سے روایت نہیں کرتے) آپ نے کہا کہ میرے اور بشر المریسیؒ کے درمیان جوانی کے زمانہ میں جان پہچان تھی۔ پس جب میں واپس آیا۔ وہ میرے سلام کے لئے آیا۔ میرے باپ کو کہا گیا کہ پس اس کا حال اس کی وجہ سے کمزور ہو گیا ؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اس کا دعویٰ ہے۔ اور میرے نزدیک اس کی مصیبت اس کے سابقہ اساتذہ کی وجہ سے ہے ۔ ہمیں عبدالرحمنؒ نے بیان کیا ہے ، کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہؒ سے یحییٰ بن نصر بن حاجب کے بارے میں پوچھا سو فرمایا کہ وہ لیس بشئی ہے۔ اس کے بارے میں اپنے باپ سے پوچھئے۔ اس لئے کہ آپ نے اس سے رئی اور بغداد میں لکھا۔ ہمیں عبدالرحمن نے خبر دی ہے آپ کہتے ہیں کہ میرے باپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا سو آپ نے فرمایا کہ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔

<u>امام بیہقی رحمہ اللہ اور یحییٰ بن نصر بن حاجب</u>

آپ خود لکھتے ہیں: ونصر بن المروزی ليس بالقوی وابنه يحيى كذالک ۔ (السنن الکبریٰ، ص ۶۷۹، ج ۲ دار الکتب العلمیۃ)

اور نصر بن حاجب المروزی قوی نہیں ہے اور اس کا بیٹا یحییٰ بھی اسی طرح ہے۔

پہلے اعتراض کا دوسرا جواب

یہ روایت اس زیادت کیساتھ درست نہیں اس لئے کہ حضرت عمرو بن دینار کے دیگر شاگردوں نے آپ سے اس زیادت (ولا رکعتی الفجر) کے ساتھ نقل نہیں کیا ہے۔

علامہ محمد بن علی النیموی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وخالفه جماعة من اصحاب عمرو بن دينار منهم ورقاء وزكريا بن اسحاق وايوب عند مسلم وغيره وحماد بن سلمة وابن جريج عند ابى داؤد ومحمد بن حجادة عند احمد وابن خزيمة واسماعيل بن ابراهيم عند الطحاوى كلهم عن عمرو بن دينار عن عطاء بن يسار عن ابى هريرة مرفوعا اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة وما زادوا قيل يا رسول الله ﷺ ولا ركعتى الفجر الخ فثبت ان هذه الزيادة من جهة مسلم بن خالد الزنجى ليست بمحفوظة.

(تعلیقات آثار السنن، ص ۲۲۶، مکتبہ امدادیہ ملتان)

اور مسلم بن خالد کا خلاف عمرو بن دینار کے ساتھیوں "شاگردوں" نے کیا ہے ان میں سے ورقاءؒ اور زکریا بن اسحاق اور ایوب ہیں مسلم وغیرہ کے نزدیک۔ اور ابوداؤد کے نزدیک حماد بن سلمہؒ اور ابن جریج ہیں۔ اور امام احمد ابن خزیمہؒ کے نزدیک محمد بن حمادہ ہیں۔ امام طحاویؒ کے نزدیک اسماعیل بن ابراہیم ہیں۔ ان سب نے عمرو بن دینار سے اس نے عطاء بن یسار سے اس نے حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوع روایت کی ہے کہ اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ اور انہوں نے یہ الفاظ زیادہ نہیں کئے کہ "کہا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اور دو رکعات سنت فجر بھی نہیں الخ پس ثابت ہو گیا کہ یہ زیادت مسلم بن خالد الزنجیؒ کی طرف سے ہے اور یہ غیر محفوظ ہے۔

maktabatulishaat.com

دوسرے اعتراض کا جواب

اور یہ اعتراض کہ حدیث ابوھریرۃ نمبر ۳۴ میں حجاج بن نصیرؒ اور عباد بن کثیرؒ ضعیف ہیں جیسا کہ امام بیھقیؒ نے ذکر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلا روای حجاج بن نصیرؒ اتنا ضعیف نہیں ہے بلکہ صحاح ستہ میں ترمذی کا راوی ہے اور شعبہؒ کی احادیث میں ضعیف ہے دیگر حدیثوں میں وہ صالح ہے دیکھئے تفصیل۔

مولا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قلت: نعم ولكن حجاج بن نصير احسن حالا من يحيى بن نصير بن حاجب فان يحيى لم يخرج له احد من اصحاب الصحاح الستة واعرضوا عن اخراج حديثه في سننهم وحجاج بن نصير من رجال الترمذى . قال ابن معين : كان شيخا صدوقا لكنهم اخذو عليه اشياء في احاديث شعبة وذكره ابن حبان في الثقات وقال يخطىء ويهم واورد له ابن عدى احاديثه عن شعبة وهي ثلاثة احاديث اخذو عليه اشياء في اسانيدها دون المتون . قال ابن عدى : ولحجاج احاديث وروايات عن شيوخه ولا اعلم له شيئا منكرا غير ماذكرت وهو في غير ماذكرته صالح .

كذا في (التهذیب، ص ۲۰۸، ۲۰۹، ج ۲۔ اعلاالسنن، ص ۱۰۹، ج ۷)

میں کہتا ہوں کہ ہاں! لیکن حجاج بن نصیرؒ کا حال یحیی بن نصیر بن حاجبؒ سے بہت بہتر اور اچھا ہے اس لئے کہ صحاح ستہ کے محدثین میں کسی ایک نے بھی یحیی کی کوئی حدیث نقل نہیں کی اور اپنی سنن میں اس کی حدیث ذکر کرنے سے اعراض کیا۔ اور حجاج بن نصیر رجال ترمذی میں سے ہے۔ ابن معینؒ کہتے ہیں کہ آپ سچے شیخ تھے لیکن محدثین نے آپ پر شعبہؒ کی احادیث میں کئی

maktabatulishaat.com

چیزوں سے گرفت کیا ہے۔ اور ابن حبان نے آپ کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ آپ خطا میں پڑ جاتے تھے اور غلطی کرتے تھے۔ اور علامہ ابن عدیؒ نے آپ کی شعبہؒ سے احادیث ذکر کی ہیں اور یہ تین حدیثین ہیں۔ محدثین نے آپ پر ان حدیثوں کی متون میں نہیں بلکہ سندوں میں کئی چیزوں سے گرفت کی ہے۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں: اور حجاجؒ کے لئے اپنے شیوخ سے کئی احادیث اور روایات ہیں اور میں نے جو ذکر کی ہیں ان کے علاوہ میں آپ کی کوئی منکر حدیث نہیں جانتا ہوں اور آپ ان حدیثوں کے سوا جو میں نے ذکر کی ہیں صالح ہیں۔ اسی طرح تہذیب، ص ۲۰۸، ۲۰۹، ج ۲ میں ہے۔ ہمارے ہاں بھی تہذیب التہذیب میں یہی صفحات اور جلد ہیں۔

<u>علامہ ابن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں</u>

ثنا ابن العراد ثنا یعقوب بن شیبة قال : سالت یحیی بن معین عن حجاج بن نصیر فقال لی: صاحب الفسا طیط کان شیخا صدو قا ولکنهم اخذو ا علیه شیئا من حدیث شعبة یعنی انه اخطأ پھر آپ یوں لکھتے ہیں:۔

ولحجاج بن نصیر احادیث وروایات عن شیوخه ولا اعلم له شیئا منکرا غیر ما ذکر ت وهو فی غیر ماذکر ته صالح (الکامل لابن عدی، ص ۵۳۴، ج ۲)

اور یہ حدیث ابوھریرہؓ الا رکعتی الفجر شعبہؒ کی طریق سے نہیں ہے اور اس میں "جیسا کہ جرجانیؒ نے ذکر کیا کہ ولا اعلم له شیئا منکرا" کوئی نکارت نہیں ہے۔ لھذا اس سے استدلال درست ہے۔

<u>علامہ ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں</u>

حجاج بن نصیر پر کلام اسناد حدیث میں ہے۔ جیسا کہ امام ذھبیؒ لکھتے ہیں قلت: لم یأت

منکر (میزان الاعتدال، ص ۴۶۵، ج ۱)

میں کہتا ہوں کہ آپ نے کوئی منکر متن ذکر نہیں کی ہے۔ آپ پر گرفت سندوں کے اعتبار سے ہے

علامہ ابن عدیؒ اور روایت یحیی بن نصیر بن حاجب:

جرجانیؒ نے حجاج بن نصیر کی روایت کو نہ تو شعبہؒ کی طریق سے ذکر کیا ہے اور نہ آپ کی منکر حدیثوں میں ذکر کیا بلکہ کہتے ہیں ولا اعلم له شيئا منكر اغير ماذكرت وهو فى غير ماذكر ته صالح ۔ اور یحیی بن نصر کی اس روایت کو آپ کی منکر روایات میں ذکر کیا ہے اور پھر لکھتے ہیں: وهذا الحديث يرويه عن عمرو بن دينار جماعة بهذا الاسناد ولا اعلم ذكر هذه الزيادة فى متنه "قيل يا رسول الله ﷺ ولا ركعتى الفجر" عن يحيى بن نصر عن مسلم بن خالد عن عمرو ۔ (الکامل لابن عدی، ص ۱۱۲، ج ۹)

اور یہ حدیث ایک جماعت اسی سند سے عمرو بن دینارؒ سے روایت کرتے ہے۔ اور یہ زیادت جو اس حدیث کے متن میں ہے " کہ کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ اور دو رکعات سنت فجر بھی نہیں پڑھنی چاہئے جو یحیی بن نصر سے روایت ہے اور وہ مسلم بن خالد سے اور وہ عمرو سے روایت کرتا ہے مجھے معلوم نہیں۔

دوسرا راوی عباد بن کثیرؒ

اس راوی کے بارے میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ یوں لکھتے ہیں

واما عباد بن كثير وان كان مختلفا فيه فليس دون مسلم بن خالد فقد وثقه ابن معين وقال مرة : ليس به بأس . وقال ابو بكر بن ابى شيبة من زياد بن الربيع : ثنا عباد بن كثير الشامى وكان ثقة . كذا فى التهذيب، ص ۱۰۲، ج ۵ ۔ وفى الميزان ص ۳۷۰ ۔ وفى الميزان : قال على ابن المدينى عباد بن كثير الرملى كان ثقة

maktabatulishaat.com

لاباس به . (اعلاء السنن، ص ۱۱۰، ج ۷)

اور عباد بن کثیرؒ اگرچہ مختلف فیہ ہے لیکن مسلم بن خالد الزنجی سے زیادہ نہیں ہے سو ابن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ یہ لاباس بہ ہے اور ابو بکر بن ابی شیبہؒ زیاد بن الربیع کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ہمیں عباد بن کثیر شامیؒ نے حدیث بیان کی ہے اور یہ ثقہ ہے۔ اسی طرح تھذیب، ص ۱۰۲، ج ۵ میں ہے۔ اور میزان الاعتدال (ص ۳۷۰، ج ۲) میں ہے کہ علی بن المدینی نے کہا ہے کہ عباد بن کثیر ثقہ اور لاباس بہ ہے۔

حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ روایت ''الارکعتی الفجر'' روایت ''ولارکعتی الفجر'' سے صحیح ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی فتدبر ولاتکن من الغافلین۔

ساتواں جواب از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

آپ یوں لکھتے ہیں۔ ولکن ان یقال ان النهی فی قوله ﷺ فلا صلوة الا المکتوبة لیس المنع عن فعل غیر المکتوبة حین اقامة المکتوبة بل المقصود الزجر عن تعاطی الاسباب المفضیة الی ذلک ای فلا تکن بحیث تأتی علیک نوبة صلوة سوی المکتوبة فی وقت اقامتها اما اذاجاء ت هذه النوبة فما ذا یفعل فالحدیث ساکت عنه ویؤخذ حکمه من ادلة اخری فالغرض من حدیث الباب الحث علی التعجیل فی اداء السنن والتفرغ للمکتوبة قبل اقامتها کما یشیر الیه ماروا ه الطبرانی فی الکبیر بسند جید عن ابی موسی ان رسول الله ﷺ رای رجل یصلی رکعتی الغداة حین اخذالمؤذن یقیم فغمز النبی ﷺ منکبه وقال الاهذا قبل هذا۔ (فتح الملهم، ص ۲۷۲، ج ۲۔ مکتبة الحجاز ناظم آباد حیدری کراچی)

اور ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول ''فلا صلوة الا المکتوبة'' میں یہ نہی فرض

maktabatulishaat.com

نماز کی اقامت کے وقت فرض نماز کے علاوہ اور نماز پڑھنے سے منع کیلئے نہیں ہے۔ بلکہ مقصود زجر ہے ایسے اسباب سے جو اس تک پہنچیں۔ یعنی ایسا مت ہو کہ تم پر فرض نماز کی اقامت کے وقت فرض نماز کے علاوہ کی نوبت آ جائے۔ اور جب یہ نوبت آ جائے تو کیا کرنا ہوگا پس حدیث اس سے خاموش ہے اور اس کا حکم دیگر دلائل سے لیا جائے گا۔ پس غرض حدیث سے تیزی اور ترغیب ہے سنتوں کے ادا کرنے اور اقامت فرض سے پہلے فرض کے لئے فراغت کیلئے جیسا کہ اس کی وہ حدیث جو طبرانی نے المعجم الکبیر میں جید سند کے ساتھ نقل کی ہے اشارہ کرتی ہے۔ کہ حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جب موذن نے اقامت شروع کی وہ سنت فجر پڑھ رہا تھا پس نبی کریم ﷺ نے ان کے کندھے کو ہلا کر کہا آیا یہ اس سے پہلے نہیں؟۔

عثمانی صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ سنت پڑھنے میں جلدی کرنی چاہئے اور فرض سے بہت پہلے پڑھنی چاہیئے اور اگر نوبت اس کو پہنچ گئی کہ سنت ابھی تک نہیں پڑھی تھی تو یہ حدیث اس سے ساکت ہے اور دیگر احادیث سے پڑھنا ثابت ہے جو انشاء اللہ بعد میں آئیں گی۔

<u>حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ</u>

یہ حدیث موقوف ہے اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بہت سے صحابہ کرام نے حضرت ابوھریرہ کا خلاف کیا ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے آپکا ارشاد سنا ہوگا کہ اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ اور صحابہ کرام پھر بھی آپکے حکم پر عمل نہیں کرتے وہ تو ارشاد الٰھی کے مطابق زمرہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی اور کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان میں داخل ہیں۔ اور ارشاد کنیف ملؤ علماً کے مطابق وہ اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولا قامۃ دینہ کی ڈگری کے مالک ہیں۔ میرے خیال میں اس سے قوی

برتر دلیل اور نہیں کہ حدیث ابوھریرہؓ موقوف ہے مرفوع نہیں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

اور اسی وجہ سے امام طحاویؒ یوں لکھتے ہیں وقد خالف اباھریرۃ فی ذلک جماعۃ من اصحاب رسول اللہ ﷺ . (طحاوی، ص ۲۵۴، ج ۱)

اور بیشک اس میں حضرت ابوھریرہؓ کا خلاف اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت نے کیا ہے

۳۶۔ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

وعن حارث بن مضرب ان ابن مسعودؓ واباموسیؓ خرجا من عند سعید بن العاصؓ فاقیمت الصلوۃ فرکع ابن مسعود رکعیتن ثم دخل مع القوم فی الصلوۃ واما ابو موسی فدخل فی الصف . (مصنف ابن ابی شیبۃ ،ص طحاوی ،ص ۲۵۵، ج ۱ آثار السنن ،ص ۲۲۸، وقال رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃفی مصنفہ واسنادہ صحیح ،اعلاء السنن ،ص ۱۰۴، ج ۷)

حارثہ بن مضرب سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابوموسیؓ حضرت سعید بن العاصؓ کے پاس سے نکلے تو نماز کھڑی کردی گئی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے۔ لیکن ابوموسیؓ صف میں شامل ہوئے۔ یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔ (توضیح السنن ،ص ۳۸۸، ج ۲)

۳۷۔ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

وعن عبداللہ بن ابی موسی عن ابیہ حین دعا ھم سعید بن العاص دعا اباموسیؓ وحذیفۃؓ وعبداللہ بن مسعودؓ قبل ان یصلی الغداۃ ثم خرجوا من عندہ وقد اقیمت الصلوۃ فجلس عبداللہ الی اسطوانۃ من المسجد فصلی رکعتین ثم

maktabatulishaat.com

دخل فی الصلوة . (طحاوی ،ص اثار السنن ،ص۲۲۸ وقال النیموی رواه والطبرانی وفی اسناد لین . اعلاء السنن ،ص ۱۰۴ ، ج۷)

عبداللہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ جب سعید بن العاصؓ نے انہیں بلایا تو ابوموسیٰؓ حذیفہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کو صبح کی نماز سے پہلے بلایا، پھر وہ ان کے پاس سے نکلے جبکہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو عبداللہؓ نے مسجد کے ایک ستون کے پاس بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں پھر نماز میں شریک ہو گئے ۔ یہ حدیث طحاوی اور طبرانی نے نقل کی ہے ۔ اور اس کی اسناد میں کمزوری ہے ۔ (توضیح السنن ،ص ۳۸۸، ۳۸۹، ج ۲)

استدراک

۳۶ نمبر حدیث میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰؓ صف میں شامل ہو گئے اس سے تو معلوم ہوا کہ آپ نے دو رکعتیں سنت کی نہ پڑھیں اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ آپ نے سنت اس سے پہلے پڑھی ہوں اس لئے صف میں شامل ہو گئے ۔ اور یا اس لئے سنت نہ پڑھی کہ فرض کی دوسری رکعت میں شمولیت بھی آپکے خیال میں ممکن نہ تھی ۔ اور الحمد اللہ احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر دوسری رکعت میں شمولیت نہ ہو سکے تو فرض نماز میں شامل ہونا چاہیئے ۔

صاحب ہدایہ علی بن ابی بکر المرغینانیؒ لکھتے ہیں

ومن انتهى الى الامام فى صلوة الفجر وهو لم يصل ركعتى الفجر ان خشى ان تفوته ركعة ويدرك الا خرى يصلى ركعتى الفجر عند باب المسجد ثم يدخل لانه امكنه الجمع بين الفضيلتين وان خشى فوتها دخل مع الامام لان ثواب الجماعة اعظم الوعيد بالترك الزم . (هداية او لين ،ص ۱۳۲ ، ج ۱)

اور جو نماز فجر میں امام تک پہنچ گیا اور اس نے دو رکعتیں سنت فجر نہیں پڑھی تھیں اگر ڈرتا تھا کہ

maktabatulishaat.com

اس سے ایک رکعت فوت ہو جائے گی اور دوسری رکعت پائے گا تو یہ دو رکعتیں سنت مسجد کے دروازے کے پاس پڑھے پھر جماعت میں داخل ہو اس لئے کہ اس کو دونوں فضیلتیں مل رہی ہیں۔ اور اگر فوت ہونے سے ڈرتا تھا (کہ دونوں رکعتیں فوت ہو جائیں گی) تو امام کے ساتھ نماز میں داخل ہو جائے کیونکہ جماعت کا ثواب بڑا ہے اور جماعت چھوڑنے پر وعید بہت لازم ہے۔

اسی طرح علامہ بدرالدین عینیؒ نے بھی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔ دیکھئے عمدۃ القاری، ص ۱۸۴، ج ۵ اور صاحب ھدایہ کی عبارت نقل کی ہے۔

خلاصہ جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس لئے دو رکعتیں سنت کی پڑھیں اور جماعت میں داخل ہو گئے کہ نماز فوت ہونے کا خیال نہ تھا اور حضرت ابو موسیٰ کا یہ خیال تھا کہ مجھ سے نماز فوت ہو جائے گی تو جماعت میں داخل ہوئے۔

<u>الامام النیموی رحمہ اللہ کا قول و فی اسنادہ لین</u>

آپ کا قول کہ ''فی اسنادہ لین'' اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث میں زہیر بن معاویہ ابو اسحاق سبیعیؒ سے روایت کرتے ہیں اور آپ نے اس سے آخر عمر میں اختلاط کے بعد روایت کی ہے لھذا اس کی سند میں کمزوری ہے۔ لیکن یہ کوئی خاص جرح نہیں ہے، دیکھئے تفصیل۔

<u>علامہ ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں</u>

آپ زہیر بن معاویہؒ کے بارے میں یوں کلام نقل کرتے ہیں۔ قال شعیب بن حرب کان زهير احفظ من عشرين مثل شعبة و قال ابن عيينه ما بالكوفة مثله . و قال احمد زهير ثبت فيما روى عن المشائخ بخ بخ و فى حديثه عن ابى اسحاق لين سمع منه بآخرة و قال ابوزرعة: ثقة الا انه سمع من ابى اسحاق بعد

الاختلاط . و قال النسائی ثقة ثبت قلت: لین روایته عن ابی اسحاق من قبل ابی اسحاق لا من قبله (میزان الاعتدال ص ۸٦ ج ۲)۔

شعیب بن حرب کہتے ہیں کہ زھیر حضرت شعبۃ جیسے بیس افراد سے زیادہ حافظے کے مالک تھے۔ابن عیینہ کہتے ہیں کہ کوفہ میں آپ جیسا نہیں تھا۔اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ زھیر نے اپنے مشائخ سے جو روایت کی ہے اس میں وہ خوب ثقہ ہیں اور ابو اسحاق سے آپ کی حدیث میں کمزوری ہے جس نے آپ سے آخری عمر میں حدیث کی سماع کیا۔ اور ابوزرعہ کہتے ہیں کہ آپ ثقہ ہیں لیکن انہوں نے اختلاط کے بعد ابواسحاق سے حدیثیں سنیں ہیں اور امام نسائی کہتے ہیں کہ آپ ثقہ اور قوی ہیں، میں کہتا ہوں کہ ابواسحاق کی طریق سے آپ کی روایت میں کمزوری ابواسحاق کی طرف سے ہے۔آپ کی طرف سے نہیں ہے۔

ابواسحاق السبیعی عمرو بن عبداللہ

آپ کے بارے میں امام ذھبی یوں لکھتے ہیں: من ائمة التابعین بالکوفة و اثباتهم الا انه شاخ و نسی و لم یختلط . و قد سمع منه سفیان بن عیینه و قد تغیر قلیلا.
(میزان الاعتدال ص ۲۷۰ ج ۳).

آپ کوفہ کے تابعین ائمہ اور ثقات میں سے ہیں لیکن آپ بوڑھے ہو گئے اور نسیان میں واقع ہوئے اور کوئی خاص اختلاط میں مبتلا نہیں ہوئے ۔آپ سے سفیان بن عیینہ نے حدیث کی سماع کی اور آپ تھوڑی سی تغیر میں مبتلا تھے۔علامہ ذھبی نے آپ کا ترجمہ سیر اعلام النبلاء ص ۳۹۲ اور ۴۰۱ ج ۵ میں بسط سے ذکر کیا ہے جو قابل دید ہے۔جب یہ کوئی خاص جرح نہیں تو استدلال بھی مخدوش نہیں اور پھر جبکہ دیگر صحیح احادیث بھی موجود ہیں۔

maktabatulishaat.com

۳۸ حدیث عبداللہ بن ابی موسیٰؓ

عن عبداللہ بن ابی موسی قال : جاء نا ابن مسعود و الامام یصلی الصبح فصلی رکعتین الی ساریۃ و لم یکن صلی رکعتی الفجر (رواہ الطبرانی ورجالہ موثقون ، اعلاء السنن ص ۹۸ ج۷ ، مجمع الزوائد ص ۷۵ ج ۲).

حضرت عبداللہ بن ابوموسیٰؓ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور اس وقت امام صبح کی نماز پڑھا رہے تھے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک ستون کے پاس دو رکعتیں سنت فجر کی پڑھیں اور پھر جماعت میں شریک ہوئے اس لئے کہ آپ نے سنت فجر پہلے نہیں پڑھی تھیں۔ اس کی روایت طبرانی نے کی ہے اور اس کی رجال ثقہ ہیں۔

۳۹۔ حدیث ابی موسیٰؓ

عن ابی موسی قال اقیمت الصلوۃ فتقدم عبداللہ بن مسعود الی اسطوانۃ فی المسجد فصلی رکعتین ثم دخل یعنی فی الصلوۃ (رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ ثقات مجمع الزوائد ص ۷۵ ج ۲).

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی جماعت کھڑی ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک ستون کی طرف آگے بڑھے اور دو رکعتیں سنت فجر پڑھ لیں۔ اور پھر شامل ہوئے یعنی امام کے ساتھ فرض نماز میں۔

امام ابوجعفر طحاویؒ لکھتے ہیں

۳۷ نمبر حدیث کے بعد حضرت امام طحاویؒ یوں لکھتے ہیں: فھذا عبداللہ قد فعل ھذا و معہ حذیفۃؓ و ابو موسیٰؓ لا ینکر ان ذلک علیہ فدل ذلک علی موافقتھما

اياه (الطحاوی ص ۲۵۵ ج ۱).

سو یہ عبداللہؓ ہیں کہ انہوں نے یہ عمل کیا اور ان کے ساتھ حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابو موسیؓ ہیں یہ دونوں اس عمل میں آپ پر انکار نہیں کرتے تو یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ دونوں آپ کے موافق تھے۔

علامہ ابن حجر العسقلانیؒ لکھتے ہیں

اور اسی وجہ سے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ یوں لکھتے ہیں۔ و لهم فی ذلک سلف عن ابن مسعود وغیرہ (فتح الباری ص ۱۷۶ ج ۲، معارف السنن ص ۷۴ ج ۴، فتح الملهم ص ۲۷۲ ج ۲)۔ اور احناف کے لئے اس میں عبداللہ بن مسعود وغیرہ رضی اللہ عنہم پیش رو ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ کی شخصیت

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: لا تسئلونی ما دام هذا الحبر فيكم (بخاری ص ۹۹۷ ج ۲)۔ لا تسئلونی عن شئی ما كان هذا الحبر بين اظهر كم موطأ الامام مالک ص ۳۷۱، مسند احمد ص ۴۶۴ ج ۱) جب تک تم میں یہ بہترین عالم موجود ہو مجھ سے مسائل نہ پوچھو۔ اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ رضيت لكم ما رضى لكم ابن ام عبد (المستدرک ص ۳۱۶ ج ۳)۔

میں تمھارے لئے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو تمھارے لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پسند کرتے ہیں۔ تو یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ آپ کا عمل ہے جو حدیث نمبر ۳۶ سے ۳۹ تک میں ظاہر ہے کہ آپ سنت پڑھ کر جماعت میں شامل ہو جاتے تھے۔

maktabatulishaat.com

۴۰ حدیث مالک بن مغولؒ

عن مالک بن مغول قال سمعت نافعاً یقول ایقظت ابن عمر رضی الله عنه لصلوۃ الفجر و قد اقیمت الصلوۃ فقام فصلی رکعتین (للطحاوی ص ۲۵۶ ج ۱، اعلاء السنن ص ۹۸ ج۷، آثارالسنن ص ۲۲۷ و قال رواہ الطحاوی و اسنادہ صحیح.

حضرت مالک بن مغولؒ نے کہا میں نے نافع کو یہ کہتے ہوئے سنا" میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز کے لئے جگایا جبکہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو انھوں نے اُٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے (ترجمہ از توضیح السنن ص ۳۸۶ ج ۲)۔

مولانا ظفر احمدؒ اوراعتراض وجواب

قال بعض الناس: و فهد لم اقف علیه . قلت هو فهدبن سلیمان ذکر ابن الترکمانی توثیقه فی الجوهر النقی(۲: ۲۲۹) وقد احتج به الطحاوی فاکثر فهو حجة (اعلاء السنن ص ۹۸ ج۷).

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ فھد کو میں نے نہیں پہچانا کہ یہ کون ہے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ فھد بن سلیمان ہے ابن الترکمانی نے اس کی توثیق الجوهر النقی ۲:۲۲۹ میں ذکر کی ہے اورامام طحاوی نے اس پر استدلال کیا اورزیادہ استدلال کیا سو یہ حجت ہے۔

۴۱ حدیث محمد بن کعبؒ

عن محمدؒ بن کعبؒ قال خرج عبدالله بن عمر رضی الله عنه من بیته فاقیمت صلوۃ الصبح فرکع رکعتین قبل ان یدخل المسجد و هو فی الطریق ثم دخل

maktabatulishaat.com

المسجد فصلی الصبح مع الناس (الطحاوی ص ۲۵۶ ج ۱، آثار السنن ص ۲۲۷، ۲۲۸، اعلاء السنن ص ۱۰۲ ج ۷).

محمد بن کعب نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے نکلے تو صبح کی نماز کھڑی ہو چکی تھی۔ انہوں نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لیں جبکہ وہ راستہ میں تھے۔ پھر مسجد میں داخل ہو کر لوگوں کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھ لی۔

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

فهذا و ان كان لم يصلهما فى المسجد فقد صلاهما بعد علمه باقامة الصلوة فى المسجد فذلك خلاف قول ابى هريرة اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ان كان معناه ما صرفه اليه اهل المقالة الاولى.

(الطحاوی ص ۲۵۶ ج ۱).

سو یہ اگرچہ آپ نے یہ سنت مسجد میں نہیں پڑھ لیں۔ لیکن اس کے بعد کہ آپ کو علم تھا کہ مسجد میں نماز کھڑی ہو چکی ہے۔ سنتیں پڑھ لیں اور یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کے خلاف ہے کہ جب جماعت کھڑی کر دی جائے تو سوائے فرض نماز کے کوئی اور نماز نہیں ہوگی۔ اگر اس کا معنی وہ ہو جو اس سے پہلے قول والوں (مانعین) نے اختیار کیا ہے

﴿تفصيل هذه العبارة﴾

اگر حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں سنت پڑھنے سے جبکہ جماعت کھڑی ہو عام منع ہے خواہ وہ گھر میں ہو یا مسجد سے باہر کسی جگہ میں ہو یا دروازے کے پاس ہو یا مسجد کے باہر حصے یا اندرونی حصے میں ہو تو پھر تو ہر جگہ سنت پڑھنا جائز نہ ہوتا اگر مقصد یہ ہو کہ اب جبکہ اقامت ہو گئی صرف فرض نماز میں شامل ہونا چاہیے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پھر تو راستے میں

maktabatulishaat.com

بھی نفسیں پڑھنا مناسب نہ تھیں۔ اور جب آپ کو علم بھی تھا کہ جماعت کھڑی ہو چکی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تو اتباع سنت میں پیش پیش تھے۔ خدا کے بندوں! آپ کے عمل سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث اپنی عمومیت میں قطعی نہیں ہے۔ اسی طرح حدیث الا کان هذا قبل ذا۔ کیا یہ (سنت) اس (فرض) سے پہلے نہ تھی کا ظاہر معنی اور مطلب مراد نہیں ہے ورنہ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جماعت کھڑی ہونے کی صورت میں کبھی بھی سنت نہ پڑھتے۔

۳۲ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

عن ابن عمر رضي الله عنه انه جاء و الامام يصلي الصبح و لم يكن صلى الركعتين قبل صلوة الصبح فصلاهما في حجرة حفصة ثم انه صلى مع الامام (الطحاوي ص ۲۵۶ ج ۱، آثار السنن ص ۲۲۸ رواه الطحاوي) و رجاله ثقات الا يحيى بن ابي كثير يدلس (اعلاء السنن ص ۱۰۲، ۱۰۳ ج ۷ ......قلت :عداده في المرتبة الثانية و هي من احتمل الائمة تدليسه و اخرجوا له في الصحيح لامامته و قلة تدليسه كما في طبقات المدلسين ۲ :۱۱ فالحديث صحيح الاسناد.

.....حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ وہ آئے جب کہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا اور انہوں نے صبح سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں پس انہوں نے یہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں پڑھیں پھر انہوں نے امام کے ہمراہ نماز ادا کی۔ یہ حدیث امام طحاوی نے نقل کی ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں سوائے یحیی بن ابی کثیر کے جو تدلیس کرتے ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ یحیی بن ابی کثیر کا شمار دوسری مرتبہ کے

مدلسین میں ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جن کی تدلیس ائمہ کرام نے برداشت کی ہے اور صحیح میں آپ کی حدیث آپ کی امامت اور قلت تدلیس کی وجہ سے ذکر کی ہیں جیسا کہ طبقات المدلسین ۲:۱۱ میں ہے۔ پس یہ حدیث صحیح سندوالی ہے۔

۴۳۔ حدیث ابو مجلز رحمہ اللہ

وعن ابی مجلز قال : دخلت المسجد فی صلوۃ الغداۃ مع ابن عمر رضی اللہ عنہ و ابن عباس رضی اللہ عنہ و الامام یصلی فاما ابن عمر رضی اللہ عنہ فدخل فی الصف و اما ابن عباس رضی اللہ عنہ فصلی رکعتین ثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعد ابن عمر رضی اللہ عنہ مکانہ حتی طلعت الشمس فقام فرکع رکعتین (رواہ الطحاوی و اسنادہ صحیح، آثار السنن ص ۲۲۹ ، طحاوی ص ۲۵۵، ۲۵۶ ج ۱).

ابو مجلزؒ نے کہا میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ صبح کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوا جب کہ امام نماز پڑھا رہا تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ تو صف میں شامل ہو گئے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر امام کے ساتھ شریک ہوئے جب امام نے سلام پھیرا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ یہاں تک کی سورج طلوع ہوگیا تو اُٹھے اور دو رکعتیں پڑھیں (ترجمہ از توضیح السنن)۔

اس روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرض نماز میں داخل ہوئے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ اس میں کوئی تعارض نہیں۔ اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ خیال تھا کہ مجھ سے فرض نماز فوت ہو جائے گی تو صف میں داخل ہوئے اور حضرت عبداللہ

بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ اعتماد تھا کہ مجھ سے فرض نماز فوت نہیں ہو سکتی اس لئے سنتیں پڑھیں اور پھر امام کے ساتھ شامل ہوئے۔ اس کی تائید کے لئے ایک اور حدیث بھی لیجئے۔

۴۴۔ حدیث وبرہ رحمہ اللہ

عن وبرة قال : رأيت ابن عمر يفعله و حدثني من رآه فعله مرتين جاء مرة و هم في الصلوة فصلاهما في جانب المسجد ثم دخل مرة اخرى فصلى معهم و لم يصلهما (المصنف لابن ابی شيبة ص ۱۵۳ ج ۲).

حضرت وبرہؒ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ سنت پڑھتے تھے اور مجھے اُس نے بیان کیا ہے جس نے آپ کو دو مرتبہ اس بارے میں دیکھا تھا۔ ایک بار آپ آئے اور لوگ نماز میں تھے۔ تو آپ نے مسجد کی ایک طرف میں دو رکعتیں پڑھیں پھر ایک بار مسجد میں داخل ہوئے تو اُن کے ساتھ نماز پڑھی اور یہ رکعتیں نہیں پڑھیں۔

﴿مقام عبرت﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ آپ اُس شخص کو کنکریوں سے مارتے تھے جو مسجد میں اقامت شروع ہونے کے بعد سنت پڑھتے تھے۔ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں **فصح عنه انه كان يحصب من يتنفل في المسجد بعد الشروع في الاقامة** (فتح الباری ص ۷۷ ا ج ۲).

لیکن آپ پھر بھی مسجد سے باہر یا مسجد کے اندر ایک جانب میں سنت پڑھتے ہیں یا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اداء کر کے جماعت میں شامل ہوتے ہیں اور حالانکہ آپ کا گھر بھی اس وقت مسجد کا حصہ بن گیا تھا جس کی تفصیل انشاء اللہ بعد میں آئے گی۔ اس سے صاف

maktabatulishaat.com

معلوم ہوتا ہے کہ ممنوع صفوں کے متصل سنت اداء کرنا ہے جس کو احناف بھی اشد کراھۃ مانتے ہیں۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں

واما ما روی عن ابن عمر انه کان یحصب ...الخ فهو محمول علی انه کان یحصب من یصلیهما فی المسجد متصلا لصفوف القوم لا من کان یصلیهما منفصلا عنها لما روینا عنه انه صلاهما فی حجرة حفصة فی المسجد بعد الاقامة فافهم (اعلاء السنن ص ۱۰۳ ج۷)۔

اور جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ آپ کنکریوں سے مارتے تھے...الخ تو یہ اس پر حمل ہے کہ جو مسجد میں قوم کی صفوں کے متصل یہ سنت پڑھتے تھے۔ آپ ان کو کنکریوں سے مارتے تھے۔ نہ ان کو جو صفوں سے جدا ان دونوں رکعتوں کو پڑھتے تھے۔ اس لئے کہ ہم نے آپ سے روایت کی ہے کہ آپ نے اقامت کے بعد مسجد میں حجرہ حفصہ رضی اللہ عنہا میں یہ دونوں رکعتیں پڑھتے تھے سو سمجھو۔

۴۵۔ حضرت امام مجاہد رحمہ اللہ کا فتویٰ

عن مجاهد قال : اذا دخلت المسجد و الناس فی صلوة الصبح و لم ترکع رکعتی الفجر فارکعهما و ان ظننت ان الرکعة الاولیٰ تفوتک (المصنف لابن ابی شیبة ص ۱۵۳ ج ۲)۔

امام مجاہدؒ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جب تم مسجد میں داخل ہوئے اور لوگ نماز فجر میں ہیں اور آپ نے فجر کی دو رکعتیں سنت نہیں پڑھی ہیں تو یہ دونوں پڑھ لیں اگر چہ آپ کا یہ گمان ہو کہ اول رکعت تم سے فوت ہو جائے گی۔

maktabatulishaat.com

عبادلہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا عمل

کئی حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد بھی یہ سنت کسی جانب مسجد میں یا ستون وغیرہ کے پاس پڑھتے تھے جیسا کہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

و ایضا قد ثبت ان ابن عمر و ابن عباس و ابن مسعودؓ کانوا یصلونها بعد الاقامة و راء حاجز من الجماعة کا لسارية . و مع ذلک فلا یر تاب فی ان المراد بقوله لا صلوة الا المکتوبة لیس النفی عن المحلة او المصر او العالم فلا بد لکم من التقیید فلا یضرنا لو قید نا بذلک المکان . (الکو کب الدری ص ۱۸۳ ج ۱ ، المکتبة الیحیویة بسهارنپور) .

اور اسی طرح ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت ابن عمر اور ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد جماعت سے کسی پردے کے پیچھے جیسا کہ ستون ہو یہ سنت پڑھتے تھے۔ اور اس کے ساتھ اس میں کوئی شک نہیں کہ **لا صلوة الا المکتوبة** کے ساتھ محلہ یا شہر یا دُنیا سے نفی مراد نہیں (کہ کسی جگہ بھی سنت پڑھنا جائز نہیں ہو سکتی) تو آپ کے لئے بھی قید لگانے سے چارہ نہیں تو ہم نے اگر قید لگائی کہ اس مکان (مکتوبہ) میں ادا نہیں ہوتی تو یہ بات ہمیں مضر نہیں۔

مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور مزید لکھتا

آپ یوں لکھتے ہیں: **اما حجتنا فی اداء هما بعد الاقامة فعمل العبادلة الثلاثة ابن عمر و ابن عباس و ابن مسعود و عمل ابی الدرداء باسانید قوية و فی مصنف ابن ابی شيبة ان تسعا من السلف التابعين کانوا یأتون بهما بعد الاقامة و فی**

سعۃ تصریح الاداء خارج المسجد و فی اثنین یتوھم ادائھما داخل المسجد و جوابہ عندی موجود (العرف الشذی علی الترمذی ص ۹۷ ج ۱)۔

اقامت جماعت کے بعد یہ دو رکعتیں ادا کرنے میں ہماری جو دلیل ہے تو وہ تینوں عبداللہ کا عمل ہے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھم اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا عمل ہے جو قوی سندوں سے ثابت ہے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ سو سلف تابعینؒ دو رکعتیں سنت اقامت کے بعد پڑھتے تھے۔ ساتوں کے بارے میں تو تصریح ہے کہ وہ مسجد سے باہر پڑھتے تھے اور دو کے بارے میں مسجد کے اندر اداء کرنے کا خیال کیا جاتا ہے اور اس کا جواب میرے پاس ہے۔

<u>حدیث حضرت عبداللہ بن عمر نمبر ۴۲ اور تحقیق امام طحاویؒ</u>

امام طحاویؒ اس حدیث نقل کرنے ے بعد یوں لکھتے ہیں:

ففی ھذا الحدیث عن ابن عمر انہ صلاھما فی المسجد لا ن حجرۃ حفصۃؓ من المسجد فقد وافق ذلک ماذکرہ عن ابن عباسؓ . (الطحاوی ،ص ۲۵٦، ج ۱)

"تو اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے یہ دو رکعتیں مسجد میں پڑھیں اس لئے کہ حضرت حفصہؓ کا کمرہ مسجد میں سے تھا پس ہم نے جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ذکر کیا یہ اس کے موافق ہو گیا۔

یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی سنت فجر مسجد میں پڑھ کر جماعت میں شامل ہوئے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی سنت فجر مسجد میں پڑھکر امامت میں شریک ہوئے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حجرہ حفصہ اس وقت مسجد میں توسیع کر کے شامل کیا گیا تھا۔

maktabatulishaat.com

محمد الیاس عبد الغنی ماجستیر فی الادب الاسلامی لکھتے ہیں

وفی روایة ابن زبالة : فلما احتاج عثمانؓ الی بیت حفصه لتوسیع المسجد قالت فکیف بطریقی الی المسجد ؟ قال لها نعطیک اوسع من بیتک ونجعل لک طریقا مثل طریقک فاعطاها ایاه . واللہ اعلم .

بیوت الصحابہؓ حول المسجد النبوی الشریف، ص۸۳، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء اور ابن زبالہؒ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عثمانؓ مسجد کی توسیع کیلئے حضرت ام المؤمنین حفصہؓ کے گھر کیلئے محتاج ہوئے آپ نے فرمایا مسجد کیلئے میرا راستہ کیسے ہوگا؟ آپ نے اسے فرمایا ہم آپکو آپکے گھر سے وسیع گھر دیں گے اور آپکو آپکے راستے کی طرح راستہ دیں گے سو حضرت عثمانؓ نے آپکو یہ دیا۔

اور یہ توسیع حضرت عثمانؓ نے ۲۹ھ میں کی ہے جیسا کہ علامہ ابن اثیرؒ ثم دخلت سنة تسع وعشرین کے ذیل میں لکھتے ہیں دیکھئے۔ وفی هذه السنة زاد عثمان فی مسجد النبی ﷺ (الکامل فی التاریخ، ص ۱۰۳، ج۳ دار صادر . داربیرت)

علامہ الحافظ ابن کثیرؒ بھی ۲۹ء کی تاریخ میں یوں لکھتے ہیں

وفیها وسع عثمان بن عفان مسجد النبی ﷺ. (البدایة والنهایة ،ص ۱۶۰، ج۷ دار الکتب العلمیة)

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

آپ مذکورہ بالا جیسے تحقیق کے بعد یوں لکھتے ہیں۔ فواقعة صلوة ابن عمر فی حجرة حفصة التی رواها زید بن اسلم کانت بعد ذلک حتما لان زید بن اسلم مات سنة ست وثلاثین بعد المأة و لم یدرک عثمان رضی الله عنه فصح قول

maktabatulishaat.com

الطحاوی : ان حجرۃ حفصۃ کانت من المسجد . (اعلاء السنن ،ص ۱۰۳، ج۷)

پس حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا حضرت حفصہؓ کے حجرہ میں نماز سنت پڑھنے کا واقعہ جو زید ابن اسلمؒ روایت کرتا ہے یقیناً اس (توسیع) کے بعد کا ہے اس لئے کہ زید ابن اسلمؒ ۱۳۶ھ میں وفات ہو چکے ہیں اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کو نہیں پایا تو امام طحاویؒ کا قول صحیح ہے کہ حضرت حفصہؓ کا حجرہ مسجد میں سے تھا۔

حدیث ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

وعن ابی الدرداءؓ انہ کان یدخل المسجد والناس صفوف فی صلوۃ الفجر فیصلی الرکعتین فی ناحیۃ المسجد ثم یدخل مع القوم فی الصلوۃ . (راوہ الطحاوی ، واسنادہ حسن . آثار السنن ،ص ۲۲۸، الطحاوی ،ص ۲۵۶، ج ۱ . اعلاء السنن ،ص ۱۰۳، ج۷)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوتے۔ جب کہ لوگ صفیں باندھے فجر کی نماز میں کھڑے ہوتے تو وہ دو رکعتیں مسجد کے کونے میں پڑھ کر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔ توضیح السنن۔

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

قولہ عن ابی الدرداء... الخ دلالتہ علی معنی الباب ظاھرۃ . وعلی ان ابالدرداء کان یحمل حدیث : اذااقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ بعد صحتہ علی النھی عن الصلوۃ فی المسجد متصلا بصفوف القوم وکان یجیزھا فی ناحیۃ المسجد منفصلا عنھا کما ھو مذھب الحنفیۃ . (اعلاء

maktabatulishaat.com

السنن ،ص ۱۰۳،۱۰۴ ،ج ۷)

آپکا قول عن ابی الدرداء... الخ اس کی دلالت باب کے معنی پر ظاہر ہے اور اس پر بھی ظاہر ہے کہ ابو الدرداء حدیث اذا اقیمت الصلوۃ.... الخ اسکی صحت کے بعد جبکہ مسجد میں فرض نماز کے لئے لوگ کھڑے ہیں قوم کی صفوں کے متصلا نماز پڑھنے کی نہی پر محمول کرتے ہیں اور صفوں سے الگ مسجد کے کسی کونے میں اس کے پڑھنے کو جائز بتاتے ہیں جیسا کہ یہ احناف کا مذھب ہے۔

۴۶۔ حدیث ابو عثمان النھدی رحمہ اللہ

عن ابی عثمان النھدی قال کنا نأتی عمر بن الخطاب قبل ان یصلی الرکعتین قبل الصبح و ھو فی الصلوۃ فنصلی فی آخر المسجد ثم ندخل مع القوم فی صلوتھم (رواہ الطحاوی و اسنادہ حسن ، آثار السنن ص ۲۲۹ ، طحاوی ص ۲۵۶ ج ، اعلاء السنن ص ۱۰۴ ج ۷، مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۱۵۳ ج ۲).

ابو عثمان النھدیؒ نے کہا ہے کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس نماز صبح کی دو رکعت سنتیں پڑھنے سے پہلے آتے جب کہ حضرت عمرؓ نماز میں ہوتے تو ہم مسجد کے آخری کونے میں (نماز سنت) پڑھ کر پھر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہوجاتے یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

فیہ دلالۃ علی موافقۃ کبار التابعین للحنفیۃ فی المسئلۃ و ان عمر رضی اللہ عنہ لم یکن یزجر ھم عن ذلک بل یسکت عنہ فان عدم علمہ بحال من یصلی رکعتی الفجر فی آخر المسجد خلفہ بعید.

maktabatulishaat.com

(اعلاء السنن ص ۱۰۴ ج ۷).

اس حدیث میں دلیل ہے کہ کبار تابعین اس مسئلے میں احناف کے موافق ہیں اور یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس پر زجر نہیں دی بلکہ اس سے خاموش ہو گئے اور یہ آپ کی شان سے بعید ہے کہ مسجد کی آخر میں کوئی دو رکعتیں سنت فجر کی پڑھیں ہیں اور آپ کو اس کا علم نہ ہو۔

ایک اعتراض کا دفعہ کرنا

اعتراض یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اس شخص کو مارتے تھے جو اقامت سن کر نماز پڑھتے تھے۔ روی عن عمر بن الخطاب انه کان اذا رأی رجلا یصلی و هو یسمع الاقامة ضربه (السنن الکبری ص ۶۸۰ ج ۲)

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور جواب

آپ یوں لکھتے ہیں: فلا حجة فیه لکونه لم یذکر سنده و ایضا فلیس فیه انه کان یضرب من یصلی رکعتی الفجر فیجوز حمله علی بقیة السنن سواهما و ان سلمنا عمومه لرکعتی الفجر فلیس فیه انه کان یضرب من یرکعهما فی آخر المسجد فیحتمل انه کان یضرب من کان یصلیهما فی المسجد متصلا بالقوم

(اعلاء السنن ص ۱۰۴ ج ۷).

پہلا جواب: پس اس میں کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ امام بیہقیؒ نے اس کی کوئی سند ذکر نہیں کی ہے

دوسرا جواب: اور اسی طرح اس میں یہ نہیں کہ جو آدمی یہ دو رکعتیں سنت فجر پڑھتا تھا تو آپ اُسے مارتے تھے پس اس کا حمل ان دو رکعتوں کے علاوہ سنن پر جائز ہے۔

تیسرا جواب: کہ اگر ہم اس حدیث کا عموم دو رکعات سنت فجر کو بھی تسلیم کریں پس

maktabatulishaat.com

اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ جو آدمی یہ رکعتیں مسجد کی آخری حصے میں پڑھتا مارتے تھے۔ پس احتمال ہے کہ آپ اُس کو مارتے تھے جو ان دو رکعتوں کو مسجد میں قوم کے متصل صف میں پڑھتا تھا۔

۲۷۔ حدیث ابوعثمان الانصاری

عن ابی عثمان الانصاری رضی الله عنه قال جاء عبدالله بن عباس رضی الله عنه و الامام فی صلوة الغداة و لم یکن صلی الرکعتین فصلی عبدالله بن عباس رضی الله عنه الرکعتین خلف الامام ثم دخل معهم (رواه الطحاوی و اسناده صحیح ، آثار السنن ص ۲۲۹ ، طحاوی ص ۲۵٦ ج ۱ ، اعلاء السنن ص ۹۹، ۱۰۰ ج ۷).

ابوعثمان الانصاری رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آئے اور امام صبح کی نماز میں تھا ۔انہوں نے دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے امام کے پیچھے دو رکعتیں ادا کیں پھر ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کا اسناد صحیح ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث اور فعل سے بھی معلوم ہوتا ہے بلکہ صریح دلالت کرتا ہے کہ حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اذا اقیمت الصلوۃ...الخ کی نہی سے مراد متصل عند الصفوف ہے ورنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو وہی شخصیت ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینے سے لگا کر دعا فرمائی: اللهمّ علمه الحکمة (بخاری ص ۵۳۱ ج ۱، ترمذی ص ۲۲۲ ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۵) اور یہی کچھ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ بھی لکھتے ہیں۔

maktabatulishaat.com

و فی اثر ابن عباس هذا دلالة صريحة على ان حديث اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة محمول على الصلاة متصلا بصفوف القوم (اعلاء السنن ص ۱۰۱ ج۷).

اور پھر عجیب بات تو یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد منع بھی کیا ہے جیسا کہ حدیث ہے: عن ابن عباس قال: اقيمت الصلاة فقمت اصلى الركعتين فجذبنى رسول الله ﷺ فقال: اتصلى الصبح اربعا (المستدرک ص ۳۵۱ ج۱، السنن الكبرى ص ۴۷۸ ج۲، آثار السنن ص ۲۲۶،۲۲۵).

لیکن صاحب امت پھر بھی جب مسجد میں داخل ہوئے ہیں اور پہلے جب سنتیں نہیں پڑھتیں تو مسجد میں ایک طرف سنت ادا کر کے جماعت میں شمولیت کرتے ہیں یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ آپ رازداں ہیں مرشناس ہیں اور اس لئے عثمانی لکھتے ہیں۔

و مع ذلک فقد ثبت عنه انه جاء والامام فی صلاة الغداة فصلى الركعتين خلف الامام ثم دخل معهم . و اذا تعارض بين رواية الراوى و عمله فالحجة عندنا فی عمله دون روايته اعلاء السنن ص ۱۰۱ ج۷).

اور اس کے باوجود آپ سے ثابت ہے کہ آپ مسجد آئے اور امام نماز فجر میں تھا پس آپ نے امام کے پیچھے دو رکعتیں سنت کی پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوئے اور جب راوی کی روایت اور ان کے عمل میں تعارض آ جائے تو ہمارے (احناف) کے نزدیک دلیل اس کے عمل میں ہے روایت میں نہیں ہے۔

maktabatulishaat.com

۴۸۔ حدیث الشعبیؒ عن مسروق رحمہ اللہ

و عن الشعبی قال کان مسروق یجئی الی القوم و ھم فی الصلوٰۃ و لم یکن رکع رکعتی الفجر فیصلی الرکعتین فی المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلوتھم رواہ الطحاوی و اسنادہ صحیح. آثار السنن ص ۲۲۹، ص ۲۳۰، طحاوی ص ۲۵۶ ج ۱، اعلاء السنن ص ۱۰۵ ج ۷، المصنف لعبد الرزاقؒ ص ۱۸۳ ج ۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۱۵۳ ج ۲)۔

امام شعبیؒ نے کہا مسروق لوگوں کے پاس آتے جب کہ وہ نماز میں ہوتے اورانہوں نے فجر کی دو سنتیں نہ پڑھی ہوتیں وہ مسجد میں دو سنتیں پڑھ کر پھر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہو جاتے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اوراس کا اسناد صحیح ہے۔

۴۹۔ حدیث شعبیؒ عن مسروقؒ

عن الشعبیؒ عن مسروق انہ فعل ذلک غیر انہ قال فی ناحیۃ المسجد (رواہ الطحاوی و اسنادہ صحیح، آثارالسنن ص ۲۳۰، طحاوی ص ۲۵۶ ج ۱، اعلاء السنن ص ۱۰۵ ج ۷)۔

شعبیؒ نے مسروق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایسا کیا البتہ انہوں نے کہا ''مسجد کے کونے میں'' دو رکعتیں پڑھیں۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اوراس کا اسناد صحیح ہے۔

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے

قولہ '' عن الشعبی .... الخ '' فیہ دلالۃ ایضا علی موافقۃ کبار التابعین للحنفیۃ فی المسألۃ (اعلا السنن ص ۱۰۵ ج ۷)۔

آپ کا یہ قول کہ امام شعبی ...الخ اس میں اسی طرح دلالت ہے کہ کبار تابعین رحمھم اللہ تعالیٰ

maktabatulishaat.com

اس مسئلے میں احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے موافق ہیں۔

۵۰۔ حدیث حسن بصری رحمہ اللہ

عن یزید بن ابراھیم عن الحسن انه کان یقول اذا دخلت المسجد و لم تصل رکعتی الفجر فصلهما و ان کان الامام یصلی ثم ادخل مع الامام، رواہ الطحاوی و اسنادہ صحیح (آثار السنن ص ۲۳۰، طحاوی ص۲۵۶ ج ۱، اعلاء السنن ص ۱۰۵ ج۷)۔

یزید بن ابراھیم سے روایت ہے کہ حسنؒ کہا کرتے تھے ''جب تم مسجد میں داخل ہو اور تم نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں، تو انہیں پڑھ لو، اگر چہ امام نماز پڑھا رہا ہو، پھر امام کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

۵۱۔ حدیث حسن بصری رحمہ اللہ

و عن یونس قال کان الحسن یقول یصلیهما فی ناحیة المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلوتهم (رواہ الطحاوی و اسنادہ صحیح، آثار السنن ص ۲۳۰، طحاوی ص ۲۵۶ ج ۱)۔

یونس نے کہا حسن کہا کرتے تھے، انہیں دو سنتوں کو مسجد کے کونے میں پڑھ کر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہو جاؤ۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کا اسناد صحیح ہے۔

۵۲۔ حدیث ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

عبدالرزاق عن ابن جریج قال :اخبرنی سلیمان بن موسی قال بلغنا عن ابی الدرداء انه کان یقول: نعم واللہ لئن دخلت و الناس فی الصلوة لا عمدن الی ساریة من سواری المسجد ثم لا رکعنهما ثم لا کملنهما ثم لا اعجل عن اکمالهما ثم امشی الی الناس فاصلی مع الناس الصبح (المصنف لعبد الرزاق

maktabatulishaat.com

ص ۱۸۲ ج ۲).
۔۔۔آپ نے کہا کہ ہمیں حضرت ابوا لدرداء رضی اللہ عنہ سے خبر پہنچی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ ہاں خدا کی قسم اگر میں مسجد میں داخل ہوں اورلوگ نماز میں ہوں تو میں ضرور مسجد کی ستونوں میں سے کسی ستون کا ارادہ کروں گا۔ پھر ضرور یہ دو رکعتیں پڑھوں گا پھر ضرور ان کو مکمل کروں گا پھر ان کی تکمیل سے جلدی نہیں کروں گا پھر لوگوں کے پاس جاؤں گا پس لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھوں گا۔

۵۳۔ حدیث سعید بن جبیر رحمہ اللہ

عن سعید بن جبیر انه جاء الی المسجد و الامام فی صلوة الفجر فصلی الرکعتین قبل ان یلج المسجد عند باب المسجد

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آپ مسجد آئے اور امام نماز فجر میں مشغول تھا۔ پس آپ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے مسجد کی دروازے کے پاس دو رکعتیں سنت پڑھیں ۔ حدیث نقل کرنے سے مقصد صرف اتنا ہے کہ دیکھئے۔ حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اذا اقیمت الصلوة ....الخ اپنی عموم اور دلالت میں قطعی نہیں ہے اس میں تخصیصات ہیں جو پہلے بھی قدر تفصیل سے گزر چکی ہیں وہاں دیکھئے۔

۵۴۔ حدیث ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

عن ابی الدرداء قال انی لا جئی الی القوم و هم صفوف فی صلاة الفجر فاصلی الرکعتین ثم انضم الیهم (المصنف لابن ابی شیبة ص ۱۵۴ ج ۲).

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں لوگوں کو آتا ہوں اور وہ نماز فجر میں صفوں میں ہوتے ہیں پس میں دو رکعتیں سنت پڑھتا ہوں پھر میں اُن کے ساتھ شامل ہوتا

maktabatulishaat.com

ہوں۔ یہاں تک جتنی احادیث پیش کی گئیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ سنت فجر تمام سنتوں میں اہم اور بہت موکد ہیں کسی حال میں رسول اللہ ﷺ نے ترک نہیں کی ہیں نہ سفر میں نہ حضر میں نہ اداء میں اور نہ قضاء میں۔

اور خود بھی اقامت کے وقت ادا کی ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے بھی اقامت اور جماعت کھڑی ہو جانے کے باوجود پڑھی ہیں۔ مسجد کے باہر یا دروازے کے پاس یا مسجد کے کسی کونے میں یا ستون مسجد کے پیچھے جبکہ ان کا خیال تھا کہ ہم سے فرض نماز فوت نہیں ہو سکتی اور جن کا یہ گمان تھا کہ ہم سے جماعت فوت ہو جائے گی تو انہوں نے سنت اس وقت ترک کی ہیں اور طلوع سورج کے بعد پڑھی ہیں جو انشاء اللہ بعد میں ذکر کروں گا اور یہی کچھ الحمد للہ ثابت ہے، مبرھن اور مدلل ہے۔ اب صاحب پوسٹر کی دلائل بھی دیکھ لیں اور احناف ان دلائل سے جو جوابات کرتے ہیں وہ بھی ملاحظہ کریں الحمد للہ فقھاء امت کی نظریں تمام احادیث پر ہوتی ہیں اور ان کو علل احکام پر احکام بنا کرنے ہوتے ہیں لانهم هم الاطباء زادهم الله عزا و شرفا في الدارين آمين و صلى الله على النبي الكريم ۔

maktabatulishaat.com

﴿صاحب پوسٹر کے سات احادیث اوراس کے جوابات﴾

ایک روایت حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ **اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ** (مسلم ص ۲۴۷ ج ۱، ابوداؤد ص ۱۸۷ ج ۱، ابن ماجہ ص ۸۰، ترمذی ص ۹۶ ج ۱، دارمی ص ۴۰۸، مسند احمد ص ۳۳۱، ۴۵۵، ۵۱۷، ۵۳۱ ج ۲)۔

دوسری دلیل حدیث عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ ہے کہ **ان رسول اللہ ﷺ مر برجل یصلی و قد اقیمت صلوۃ الصبح فکلمہ بشئی لا ندری ما ھو فلما انصرفنا احطنا بہ نقول ما ذا قال لک رسول اللہ ﷺ قال قال لی یو شک ان یصلی احدکم الصبح اربعا** (مسلم ص ۲۴۷ ج ۱، نسائی ص ۱۳۹ ج ۱، دارمی ص ۴۰۹).

تیسری دلیل: حدیث عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ ہے کہ **دخل رجل المسجد و رسول اللہ ﷺ فی صلاۃ الغداۃ فصلی رکعتین فی جانب المسجد ثم دخل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما سلم رسول اللہ ﷺ قال یا فلان بای الصلوتین اعتددت ابصلوتک و حدک ام بصلاتک معنا** (مسلم ص ۲۴۷ ج ۱، ابوداؤد ص ۱۸۷، نسائی ص ۱۳۹ ج ۱).

چوتھی دلیل: حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: **اقیمت صلوۃ الصبح فقمت لاصلی الرکعتین فاخذ بیدی النبی ﷺ و قال اتصلی الصبح اربعا** (مجمع الزوائد ص ، مستدرک ص).

پانچویں دلیل: حدیث ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ ہے کہ **ان رسول اللہ ﷺ رای رجلا**

maktabatulishaat.com

صلی رکعتی الغداۃ حین یقیم فغمز النبی ﷺ منکبه و قال الا کان هذا قبل ذا (مجمع الزوائد ص).

چھٹی دلیل: حدیث ابن عباس رضی الله عنه هے : قال اقیمت صلوۃ الصبح فقام رجل یصلی الرکعتین فجذب رسول الله ﷺ و قال اتصلی الصبح اربعا (مسند احمد ص).

ساتویں دلیل: حدیث حضرت عائشة رضی الله عنها هے که ان النبی ﷺ خرج حین اقیمت لصلوۃ الصبح فرأی ناساً یصلو ن فقال اصلا تان معا ؟ التمهید لابن عبدالبر.

ان احادیث سے ایک مشترک جواب احناف کی طرف سے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن بحینہ یا عبداللہ بن سرجس اور عبداللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم کو اسلئے منع کیا کہ وہ صفوں کے قریب اور متصل ایک ہی مکان میں سنت پڑھتے تھے اور سنت اور فرض نماز کے درمیان فصل نہیں تھی جیسا کہ علامہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں۔

<u>علامہ بدرالدین عینیؒ شارح بخاری</u>

ان رسول الله ﷺ مر با بن بحینة و هو یصلی بین یدی نداء الصبح فقال لا تجعلوا هذه الصلاۃ کصلاۃ الظهر واجعلوا بینهما فصلا .فبان بهذا ان الذی کرهه النبی ﷺ لابن بحینة و صله ایاها بالفریضة فی مکان واحد دون ان یفصل بینهما بشئی یسیر (قلت) فعلم بذلک انه ما اعتبر الفصل الیسیر والسلام منه و کان سبب الکراهة الوصل بین الفرض و النفل فی مکان واحد و لا اعتبار بالفصل بالسلام فتقتضی ذلک ان لا یکره خارج المسجد و لا

maktabatulishaat.com

فی زاویة عنه و هذا هو التحقیق فی استنباط الاحکام من النصوص و لیس ذلک بالتحسیس من الخارج (عمدة القاری ص ۱۸۵ ج۵).

رسول اللہ ﷺ ابن بحسینہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ نماز صبح کی اقامت کی جگہ نماز (سنت) پڑھ رہے تھے پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نماز نماز ظہر کی طرح نہ پڑھو اور ان دونوں کے درمیان فصل (جدائی) کرو۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن بحسینہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ مکروہ جانا کہ ان دونوں کے درمیان کسی فصل کے بغیر ایک ہی مکان میں فرض کے متصل پڑھے۔ میں کہتا ہوں پس اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے سلام پھیرنے اور معمولی فصل کو معتبر نہیں سمجھا۔ اور سبب کراہت فرض اور نفل کے درمیان ایک مکان میں وصل کرنا تھا اور سلام سے فصل کا کوئی اعتبار نہیں۔ پس اس کا تقاضا یہ ہے کہ نہ مسجد کے باہر مکروہ ہیں اور نہ مسجد کے کسی کونے میں مکروہ ہیں۔ اور یہ نصوص سے احکام مستنبط کرنے میں بس یہی تحقیق ہے۔ اور یہ خارج سے معلومات نہیں۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں

آپ حدیث عبداللہ بن سرجسؓ کے ذیل میں بھی یہی کچھ لکھتے ہیں دیکھئے۔

والحدیث عند نا محمول علی ان الرجل صلی الرکعتین فی جانب المسجد مخالطا للصف یدل علیه لفظ ابن ماجة فانه روی من طریق ابی معاویة عن عاصم عن عبدالله بن سرجس ان رسول الله ﷺ رأی رجلا یصلی الرکعتین قبل الغداة وهو فی الصلوة ان رؤیته ﷺ ایاه لم یکن الا وهو فی جانب المسجد عند الصف الاول یصلی واما اذا صلی غیر مخالط للصفوف فلا مانع منه فی هذا الحدیث . (بذل المجهود، ص ۲۶۳، ج۲)

maktabatulishaat.com

اور ہمارے نزدیک حدیث اس پر محمول ہے کہ اس آدمی نے دو رکعتیں نماز صف سے مخلوط مسجد کی ایک جانب میں پڑھیں ابن ماجہ کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ پس آپ نے ابومعاویہ کے طریق سے روایت کی ہے اور اس نے عاصم سے اور اس نے حضرت عبداللہ بن سرجسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز فجر سے پہلے دو رکعتیں سنت پڑھتا تھا اور آپ ﷺ نماز میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا انکو دیکھنا نہیں تھا مگر اس لئے کہ وہ مسجد کی ایک طرف میں صف اول کے پاس نماز پڑھ رہا تھا اور جب کوئی صفوں سے غیر مخلوط نماز پڑھتے تو پس اس حدیث میں اس سے کوئی مانع نہیں ہے۔

<u>حضرت قاضی شمس الدین رحمہ اللہ بھی یہی کچھ لکھتے ہیں</u>

فانه كان قد صلى ركعتي الفجر متصلا بصفوف الجماعة وهذا احكمه عندنا ايضا اي لايجوز ان يصلي ركعتي الفجر متصلا بالصفوف بل يصلي خارج المسجد هذا هو اصل المذهب عندنا ثم وسع المتأخرون واجازوا داخل المسجد ايضا لكن بعيدا انايا عن الصفوف اما قريبا متصلا بالصفوف فلا.

(كشف الودود على سنن ابى داؤد، ص۱۱۷، ۱۱۸)

<u>امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاویؒ لکھتے ہیں</u>

امام طحاویؒ حدیث حضرت ابن بحینہؓ کے جواب میں لکھتے ہیں. انه قديجوز ان يكون رسول الله ﷺ انما كره ذلك لانه صلى الركعتين ثم وصلهما بصلوة الصبح من غير ان يكون تقدم او تكلم. (شرح معانی الآثار، ص ۲۵۴، ج ۱)

جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکروہ اس لئے جانا کہ انہوں نے یہ دو رکعتیں سنت کی پڑھیں اور صلاۃ فجر کے متصل پڑھیں اس کے بغیر کہ وہ آگے ہوتے یا کچھ کلام کرتے۔

maktabatulishaat.com

اوراسی طرح کرنے سے حدیث میں ممانعت ہے جیسا کہ امام طحاویؒ آگے لکھتے ہیں

عن محمد بن عبدالرحمن ان رسول الله ﷺ مربعبد الله بن مالک ابن بحينة وهو منتصب يصلى بين يدى نداء الصبح فقال لا تجعلوا هذه الصلوة كصلوة قبل الظهر وبعدها واجعلوا بينهما فصلا فبين هذا الحديث ان الذى كرهه رسول الله ﷺ لابن بحينة هو وصله ايا ها بالفريضة فى مكان واحدلم يفصل بينهما بشئى وليس لانه كره له ان يصليها فى المسجد اذا فرغ منها تقدم الى الصفوف فصلى الفريضة من الناس.

(الطحاوی ص ۲۵۴، ۲۵۵، ج ۱)

محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن مالک ابن بحینہؓ کے پاس گزرے اور وہ کھڑے تھے اور نماز صبح کی اقامت کے وقت نماز پڑھتے تھے۔ پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نماز ظہر سے پہلے اور اس کے بعد کی نماز کی طرح نہ پڑھو۔ اور ان دونوں (سنت اور فرض) کے درمیان فصل (جدائی) کرو۔ پس اس حدیث شریف میں یہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو چیز ابن بحینہؓ کیلئے مکروہ جانا وہ ان کا ان سنتوں کے فرض کے ساتھ ایک ہی مکان میں وصل کیساتھ پڑھنا ہے کہ ان کے درمیان کوئی فصل اختیار نہیں کی۔ اور آپ ﷺ نے اس لئے اسکو مکروہ نہیں جانا کہ انہوں نے یہ مسجد میں پڑھیں اور جب ان سے فارغ ہوئے تو صفوں سے آگے ہو کر لوگوں کے ساتھ فرض نماز پڑھ لی۔

اسی طرح حدیث سائب بن یزید بھی پیش کی ہے کہ آپ کہتے ہیں: صليت مع معاوية الجمعة فى المقصورة فلما فرغت قمت لاتطوع فخذ بثوبى فقال لا تفعل حتى تقدم او تكلم فان رسول الله ﷺ كان يأمر بذلك. (الطحاوى

maktabatulishaat.com

،ص ٢٥٥ ، ج ١)

میں نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ مقصورہ میں نماز جمعہ پڑھی پس جب میں فارغ ہوا (فرض سے) تو سنتوں کیلئے کھڑا ہو گیا پس آپ نے میرے کپڑے پکڑے اور کہا کہ ایسا مت کرنا یہاں تک کہ تم آگے ہو جاؤ یا باتیں کرو۔ بیشک رسول اللہ ﷺ اس کا حکم کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سرجسؓ کی حدیث جس میں خلف الناس الفاظ بھی ہیں جسکا امام طحاویؒ یوں جواب دیتے ہیں:

انه قديجوز ان يكون قوله "كان خلف الناس " اے كان خلف صفوفهم لافصل بينه وبينهم فكان شبيه المخالط فذلک ایضا داخل فی معنی مابان من حدیث ابن بحینة وهذا مكروه عندنا وانما يجب ان يصليها فی مؤخر المسجد ثم يمشى من ذلک المکان الی اول المسجد فاما ان يصليهما مخالطا لمن يصلى الفريضة فلا ۔ (طحاوی، ص ٢٥٥، ج ١)

جائز ہے کہ راوی کا یہ قول '' کہ لوگوں کے پیچھے تھے'' یعنی وہ لوگوں کی صفوں کے پیچھے تھے ایسے کہ آپ اور ان کے درمیان کوئی فصل نہیں تھی پس ان کے ساتھ اختلاط کرنے کے مشابہ تھے سو اس سے بھی حدیث ابن بحینہ جیسا مطلب ظاہر ہوتا ہے اور اس کے حکم میں داخل ہے اور یہ ہمارے نزدیک بھی مکروہ ہے۔ اور واجب یہ ہے کہ یہ دونوں رکعتیں مسجد کی آخر میں پڑھے اور پھر اس مکان سے مسجد کے اول کو جائے اور جو یہ دونوں رکعتیں فرض نماز پڑھنے والوں کے ساتھ اختلاط کر کے پڑھتے ہیں پس یہ صحیح نہیں۔

پھر امام طحاویؒ اس قول کی تائید اور دلیل میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث کو یوں پیش کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے یایها الناس الاتتقوا الله افصلوا صلاتكم قال

maktabatulishaat.com

وكان عبدالله ابن عباس لايصلى الركعتين بعد المغرب الافى بيته فاراد عبدالله بن عباسؓ منهم الفصل من الفريضة والتطوع وذلک الذى اريد فى حديث ابى هريرةؓ وابن بحينةؓ وابن سرجسؓ والله اعلم . (الطحاوى،ص ۲۵۵،ج ۱)

اے لوگوں تم خدا سے نہیں ڈرتے کہ اپنی نماز میں فصل کرو(یعنی فرائض وسنن میں فصل کیجیو)امام شعبہؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں سنت اپنے گھر پڑھتے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے فرض اور نفل میں فصل کرنے کا ارادہ کیا اور یہی وہ چیز ہے جو حضرت ابوھریرہؓ اور ابن بحینہؓ اور ابن سرجسؓ کی حدیث میں بھی مراد ہے واللہ اعلم

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

عثمانی صاحبؒ نے دیگر کئی جوابوں کیساتھ ایک جواب یہ بھی دیا ہے کہ اصل احکام میں تعلیل ہے وعلة النهى فى قوله : ''اذا قيمت الصلاة فلا صلوة الا المكتوبة'' عند نا خشية التباس صلوة الفرض بالنفل وكراهة الاختلاف مع الامام والقوم . (اعلاء السنن ،ص ۱۱۵ ،ج۷)

اور نہی کی علت حدیث اذا قیمت...الخ میں ہمارے نزدیک فرض نماز کا نفل نماز کے ساتھ التباس کا ڈر ہے اور امام اور قوم کے ساتھ اختلاف کی کراہت ہے۔پھر مانعین کے پانچ حدیثیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ففى قوله ﷺ ''الصبح اربعا ؟'' و اتصلى الصبح اربعا؟ ''و'' يوشك ان يصلى احدكم الصبح اربعا'' و '' الا كان هذا قبل هذا'' دلالة على ما قلنا من ان علة النهى خشية الالتباس بين الفريضة و النفل و كراهة الاختلاف مع الامام و القوم فلو حصل الا من من ذلک بان

maktabatulishaat.com

صلاهما خارج المسجد او داخله بعيدا عن الجماعة لا نتفت الكراهة لانتفاء العلة . و هذا هو الذى فهمه ابن عباس مع كونه يروى قوله ﷺ " اتصلى الصبح اربعاً" فقد ثبت عنه انه جاء المسجد و الامام فى صلاة الغداة فصلى الركعتين خلف الامام ثم دخل معه كمامر (اعلاء السنن ص ۷ ۱ ۱ ج۷).

پس آپ ﷺ کا قول (کہ" آیا صبح کی چار رکعتیں ہیں؟اور" کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھتا ہے اور" قریب ہے کہ تم میں سے ایک صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھے گا"۔اور" کیا یہ اس سے پہلے نہیں تھی" اس پر دلالت ہے جو ہم کہتے ہیں کہ نہی کی علت فرض اور نفل کے درمیان التباس کا ڈر ہے اور امام اور قوم کے ساتھ اختلاف کی کراہت ہے۔پس اگر اس سے امن حاصل ہوا ایسا کہ مسجد کے باہر یہ دونوں رکعتیں پڑھیں یا مسجد کے اندر جماعت سے دور پڑھیں تو علت کے نتفاء کی وجہ سے کراہت بھی منتفی ہوئی ۔اور یہی وہ چیز ہے جسکو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فہم کیا ہے اس کے باوجود کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کا فرمان "اتصلی الصبح اربعا" روایت کرتے ہیں۔پس بیشک آپ سے ثابت ہے کہ آپ مسجد آئے اور امام نماز صبح میں مشغول تھا۔پس آپ نے دو رکعتیں سنت امام کے پیچھے پڑھیں پھر اُن کے ساتھ نماز میں داخل ہوئے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

علامہ بدرالدین عینیؒ کی تحقیق سے لیکر یہاں تک خلاصہ جواب یہ ہے کہ ان احادیث میں صفوف کے متصل سنت پڑھنے سے منع ہے۔مسجد سے خارج یا مسجد کے اندر کسی کونے میں یا صفوں سے دور پڑھنے سے منع نہیں ۔یہ علماء محدثین احناف رحمہم اللہ کیوں یہ بات کرتے ہیں؟ اس پر کیوں زور لگاتے ہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ ان محدثین کی نظریں تمام حدیثوں پر ہوتی ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں اور صحابہ کرامؓ جناب رسول اللہ ﷺ کے رمز شناس تھے یہ نہیں کہ آپ رسول

maktabatulishaat.com

حجت نہیں ہم تو صرف رسول اللہ کی

کے خلاف عمل کیا کرتے تھے جو ہمارے لئے حجت نہیں ہم تو صرف رسول اللہ ﷺ کی مانیں گے اور بس۔ خدا کے بندوں ہم پندرھویں صدی کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے تابعدار و وفادار بنتے ہیں اور صحابہ کرام آپ کے خلاف صف آرا ہیں حاشاوکلا!

بئس ذلک الفهم اعاذنا الله و ایاکم منه آمین و صلى الله على النبى الكريم.

﴿طلوع شمس سے قبل دو رکعتیں سنت پڑھنا﴾

صاحب پوسٹر نے دو حدیثیں نقل کی ہیں کہ اگر سنت فجر رہ گئیں تو امام کے ساتھ بندہ شامل ہوا تو طلوع سورج سے قبل پڑھ لیا کرے۔ ایک حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی اور دوسری حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کی۔ لھذا اس پر بھی حسب استطاعت کچھ تفصیل کی جاتی ہے لیجئے۔

حدیث حضرت قیس رضی اللہ عنہ

عن قيس رضى الله عنه قال خرج رسول الله ﷺ فاقيمت الصلوة فصليت معه الصبح ثم انصرف النبى ﷺ فوجدنى اصلى فقال مهلاً يا قيس اصلوتان معا قلت يا رسول الله انى لم اكن ركعت ركعتى الفجر قال فلا اذن. رواه الاربعة الا النسائى و احمد و ابو بكر بن ابى شيبة و الدارقطنى و الحاكم و البيهقى . قال النيموى اسناده ضعيف (آثار السنن ص ۲۳۰).

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو نماز کھڑی کر دی گئی۔ میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ پھر نبی ﷺ واپس لوٹے مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے فرمایا "اے قیس! چھوڑو کیا دو نمازیں اکٹھی" میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت نہ پڑھو۔ یہ حدیث نسائی کے علاوہ

maktabatulishaat.com

اصحاب اربعہ، احمد، ابوبکر بن ابی شیبۃ، دار قطنی، حاکم اور بیھقی نے نقل کی ہے۔ نیموی نے کہا اس کی اسناد ضعیف ہے۔ ترجمہ از توضیح السنن ص ۳۹۳۔

پہلا جواب: پہلا جواب تو یہ ہے کہ فلا اذن کا یہ معنی نہیں کہ فلا باس اذن بلکہ معنی یہ ہے کہ فلا تفعل اذن فلا تصلھما اذن اس معنی کی تائید کے لئے حدیث لیجئے۔ حضرت عامر کو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاکر فرمایا کہ یارسول للہ میں آپ گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو اتنا اتنا مال وغیرہ عطیہ دے دیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ نے ہر بیٹے کو اسی طرح عطیے دیے ہیں۔ بشیر نے کہا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا پس میرے علاوہ کسی اور کو گواہ کرو۔ پھر فرمایا کہ آپ کو یہ پسند نہیں کہ یہ سارے نیکی میں آپ کے لئے برابر ہوں۔ آپ نے کہا کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا فلا اذا پھر اسی طرح نہ کریں۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

عن عامر ان النعمان بن بشیر حدّثه ان اباه انطلق به الی رسول الله ﷺ یحمله فقال یا رسول الله انی اشهدک انی قد نحلت النعمان کذا و کذا فقال اکل ولدک نحلت ؟ قال لا قال فاشهد غیری ثم قال : الیس یسرک ان یکونوا فی البر سواء ؟ قال بلیٰ قال فلا اذا (ابوداؤد ص ۱۴۳ ج ۱ ، الادب المفرد ص ۲۸).

مطلب یہ کہ یہ زجر کے الفاظ ہیں اور اس کے لئے قرینہ اصلوتان معا بھی ہے۔ اور اس معنی کو اختیار کرنے کے لئے۔ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ حدیث احادیث النھی عن الصلوۃ بعد الفجر حتی تطلع الشمس کی خلاف ہے جو متواتر ہیں جنکی تفصیل انشاءاللہ العزیز بعد

maktabatulishaat.com

میں آنے والی ہے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں

دوسرے ''فلا اذن'' کے معنی ہمارے نزدیک ''فلا بأس اذن'' نہیں بلکہ فلا تصل اذن ہے اور یہ توجیہ اگرچہ متبادر کے خلاف ہے لیکن مذکورہ بالا دلائل کی وجہ سے اس کو اختیار کئے بغیر چارہ نہیں واللہ اعلم بالصواب (درس ترمذی ص ۱۹۱ ج ۲، مکتبہ دار العلوم کراچی)

دوسرا جواب: یہ حدیث ضعیف ہے اس میں ایک راوی عبد العزیز بن محمد الدراوردی ہے جو سعد بن سعید سے روایت کرتا ہے اور یہ مختلف فیہ ہے۔

علامہ ابن حجرؒ یوں لکھتے ہیں

صدوق کان یحدث من کتب غیرہ فیخطئی (تقریب ص ۶۰۷ ج ۱)۔

آپ سچے تھے اوروں کی کتابوں سے حدیث بیان کرتے تھے سو غلطی میں پڑ جاتے۔ اور تھذیب میں یوں لکھتے ہیں:

قال احمد بن حنبل کان معروفا بالطلب و اذا حدث من کتابه فهو صحیح و اذا حدث من کتب الناس و هم و کان یقرأ من کتبهم فیخطئی . و قال ابو زرعة سئی الحفظ فربما حدث من حفظه الشئی فیخطئی . و قال النسائی لیس بالقوی . و قال الساجی کان من اهل الصدق و الامانة الا انه کثیر الوهم (تهذیب التهذیب ص ۳۵۴، ۳۵۵ ج ۶)۔ امام احمد بن حنبلؒ نے کہا کہ یہ طلب حدیث سے مشہور تھے اور جب اپنی کتاب سے حدیث بیان کرتے تھے پس یہ صحیح تھے اور جب لوگوں کی کتابوں سے حدیث بیان کرتے تھے تو غلطی کرتے اور یہ ان کی کتابوں سے پڑھتے تھے پس غلطی میں پڑ جاتے۔ اور ابو زرعہؒ نے کہا ہے کہ یہ بُرے حافظے والے تھے۔ پس کئی

maktabatulishaat.com

بار اپنی یادداشت سے حدیث بیان کرتے تو غلطی میں پڑھ جاتے اور امام نسائی نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے اور ساجیؒ نے کہا ہے کہ آپ صداقت وامانت والوں میں سے تھی مگر کثیر الخطا تھے

<u>علامہ ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں</u>

وقال ابوزرعة سئی الحفظ (الکاشف ص ۱۷۸ ج ۲، دارالکتب العلمیة).

اور المغنی میں یوں لکھتے ہیں: صدوق غیرہ اقوی منه و قال احمد بن حنبل اذا حدث من حفظه یهم لیس هو بشئی و اذا حدث من کتابه فنعم و قال ایضا: اذا حدث من حفظه جاء ببواطیل و قال ابو حاتم لا یحتج به ؛(المغنی فی الضعفاء ص ۶۳۳ ج ۱). اور میزان میں یوں لکھتے ہیں: صدوق من علماء المدینة غیرہ اقوی منه، قال احمد بن حنبل اذا حدث من حفظه جاء ببواطیل و قال ابو حاتم لا یحتج به . و قال ابوزرعة سیئی الحفظ (میزان الاعتدال ص ۶۳۳، ۶۳۴ ج ۲).

اور سیر میں بھی لکھتے ہیں۔وقال ابوزعة سیئی الحفظ و عن احمد قال: کان الدراوردی اذاحدث من حفظه یهم لیس هو بشئی واذا حدث من کتاب فنعم وقال ابوحاتم لا یحتج به . (سیر اعلام النبلاء، ص۳۶۷، ج۸)

<u>دوسرا راوی سعد بن سعید</u>

اسی طرح اس میں دوسرا راوی سعد بن سعید ہے جو عبدالعزیز بن محمد الدراوردیؒ کا استاذ ہے یہ بھی ضعیف اور مختلف فیہ ہے

<u>علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں</u>

صدوق سیئی الحفظ ۔(تقریب،۳۴۳،ج۱)

maktabatulishaat.com

سیئ الحافظہ ہے اور سچا ہے۔
اور تھذیب میں یوں لکھتے ہیں: قال عبدالله بن احمد عن ابیه ضعیف و کذا قال ابن معین فی روایة وقال فی روایة اخری صالح وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابن سعد کان ثقة قلیل الحدیث . وقال الترمذی تکلموا فیه من قبل حفظه

(تهذیب التهذیب ،ص ۴۷۰، ۴۷۱، ج ۴)

عبداللہ بن احمدؒ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور اسی طرح ابن معینؒ بھی ایک روایت میں کہتے ہیں اور دوسری روایت میں کہتے ہیں کہ آپ صالح ہیں اور امام نسائیؒ کہتے ہیں کہ آپ قوی نہیں ہیں اور علامہ ابن سعدؒ کہتے ہیں کہ آپ قلیل الحدیث اور ثقہ ہیں۔ اور امام ترمذیؒ نے کہا ہے کہ علماء نے آپ کے بارے میں حافظہ کی حیثیت سے کلام کیا ہے۔

<u>علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں</u>

صدوق قال س : لیس بالقوی۔ الکاشف،ص ۲۷۷، ج ا سچا ہے امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے۔ اور مغنی میں یوں لکھتے ہیں: حسن الحدیث تابعی ضعفه احمد و ابن معین المغنی فی الضعفاء ،ص ۳۹۴، ج ۱)

آپ کی حدیثیں حسن ہیں۔ آپ تابعی ہیں ان کو امام احمد بن حنبلؒ اور ابن معینؒ نے ضعف کا نسبت کی ہے۔ اور میزان میں یوں لکھتے ہیں: ضعفه احمد بن حنبل وقال النسائی : لیس بالقوی . وقال ابن عدی لا اری بحدیثه باساً.

(میزان الاعتدال،ص ۱۲۰، ج ۲)

.....اور ابن عدیؒ نے کہا ہے کہ میں ان کی احادیث پر اعتراض نہیں دیکھتا ہوں۔

اور سیر میں یوں لکھتے ہیں: قال فیه النسائی : لیس بالقوی ۔

maktabatulishaat.com

(سیر اعلام النبلاء ص ۴۸۲، ج ۵)

علامہ ابن عدی الجرجانی لکھتے ہیں

ثنا ابن حماد ، ثنا عبداللہ عن ابیہ قال: سعد بن سعید اخو یحی بن سعید ضعیف الحدیث. و قال النسائی ....لیس بالقوی۔اور پھر آخر میں اپنی رائے بھی پیش کرتے ہیں کہ و لسعد بن سعید احادیث صالحة تقرب من الاستقامة و لا اری بحدیثه باسا بمقدار ما یرویه (الکامل فی ضعفاء الرجال ص ۳۸۷، ۳۸۹ ج ۴)۔

علامہ ابو جعفر ابن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں

حدثنا عبداللہ بن احمد قال : قال ابی سعد بن سعید اخو یحیی بن سعید الانصاری ضعیف الحدیث (کتاب الضعفاء ص ۴۸۱ ج ۲).

حضرت امام نسائیؒ لکھتے ہیں

سعد بن سعید بن قیس مدنی لیس بالقوی ، کتاب الضعفاء و المتروکین ص ۲۹۳، ادارہ ترجمان السنۃ لاہور۔لھذا یہ دونوں راوی ضعیف ہیں اور یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے امام نیمویؒ لکھتے ہیں واسنادہ ضعیف۔اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے۔

تیسرا جواب: تیسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے ضعف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ حدیث متصل نہیں ہے بلکہ منقطع ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

و اسناد هذا الحدیث لیس بمتصل محمد ابن ابراهیم التیمی لم یسمع من قیس ترمذی ص ۹۶ ج ۱۔

اس حدیث کی اسناد متصل نہیں۔محمد بن ابراھیم التیمی ؒ نے قیس سے سماع نہیں کیا ہے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں

جہاں تک حدیث باب کا تعلق ہے اول تو امام ترمذیؒ کی تصریح کے مطابق وہ منقطع ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں و اسناد هذا الحديث ليس بمتصل درس ترمذی ص ۱۹۱ ج ۲۔

شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں

آپ شوکانی کی تردید کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: بل الحق انه بجميع طرقه مرسل و ليس له سند واحد متصل (اعلاء السنن ص ۱۳۱ ج ۷)۔ بلکہ حق یہ ہے کہ یہ حدیث تمام طرق سے مرسل ہے اور اس کی ایک سند بھی متصل نہیں ہے۔

چوتھا جواب: چوتھا جواب ابوداؤد کی روایت پر بنا ہے۔ابوداؤد کے آخری الفاظ یوں ہیں فسكت رسول الله ﷺ (ابوداؤد ص ۱۸۷ ج ۱)۔

پس رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبل طلوع الشمس نماز پڑھنے سے نہی کی ہے جو کہ انشاء اللہ العزیز بعد میں ذکر کیا جائے گا۔لھذا آپ کی سکوت کو نہی کے بعد جواز پر حمل نہیں کیا جائے گا۔اس لئے کہ سکوت نہی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں

وثانيا لما ثبت : نهى رسول الله ﷺ عن الصلوة بعد الصبح حتى تطلع الشمس فسكوته عليه السلام لا يحمل على التقرير.

(بذل المجهود ص ٢٦٤ ج ٢).

حضرت قاضی شمس الدین نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں

قوله فسكت رسول الله ﷺ قلت و لكن قال النبى ﷺ لا صلوة بعد

maktabatulishaat.com

صلوۃ الفجر حتی تطلع الشمس و السکوت لا یعارض النھی الصریح لانہ دونہ فلا یقضیھما قبل طلوع الشمس نعم ان یقضیھما بعد ما طلع الشمس و ذھب صفر تھا و ابیضت.

(کشف الودود علی سنن ابی داؤد ص ۱۱۸ ج ۱).

آپ کا قول: پس رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ میں کہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ نماز فجر کے بعد نماز پڑھنا یہاں تک نہیں کہ سورج طلوع ہو جائے اور سکوت نہی صریح کا معارضہ نہیں کر سکتی اس لئے کہ یہ اس سے ادنی ہے۔ پس سورج طلوع ہونے سے پہلے یہ دو رکعتیں نہیں پڑھیں گے۔ ہاں اگر ان دونوں کو قضا پڑھ لیں جبکہ سورج طلوع ہو جائے اور اس کی زردی جا کر سفید ہو جائے۔

پانچواں جواب: پانچواں جواب محدثین یہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث قبل النہی ہے اور بعد میں رسول اللہ ﷺ نے نہی فرمائی ہے لھذا اب ممنوع ہے۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں

و اما ثالثاً فیحتمل ان تکون ھذہ الواقعۃ قبل النھی ثم نھی عنھا (بذل المجھود ص ۲۶۴ ج ۲).

چھٹا جواب: چھٹا جواب تو ایسا ہے کہ یہ دوسری حدیث متدل سے بھی جواب ہے اور وہ یہ کہ دونوں حدیثیں دیگر تمام ان احادیث سے متضاد اور خلاف ہیں جن میں صلوۃ فجر کے بعد طلوع آفتاب سے قبل نماز پڑھنے سے منع ہے۔ جو میں انشاء اللہ العزیز بعد میں ذکر کروں گا جو متواتر ہیں اور متواتر احادیث کا خلاف صحیح نہیں۔

maktabatulishaat.com

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں

حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک فجر کے فرض کے بعد طلوع شمس سے پہلے سنتیں پڑھنا جائز نہیں بلکہ ایسی صورت میں طلوع شمس کا انتظار کرنا چاہیئے اس کے بعد سنتیں پڑھنی چاہیئے۔ حنفیہ کی تائید میں وہ تمام احادیث پیش کی جا سکتی ہیں جو صلوۃ بعد الفجر کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں اور معنی متواتر ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد عثمانی لکھتے ہیں

آپ حدیث مذکور پر بحث کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: **فهذا حال حديث قيس من جهة الاسناد الذى ذكره صاحب الاعلام معارضا لاحاديث النهى عن الصلوة بعد الفجر التى قد بلغت حد التواتر (اعلاء السنن ص ۱۳۱ ج۷).**

پس یہ اسناد کی حیثیت سے حدیث قیس کا حال ہے جس کو صاحب ''الاعلام'' (شمس الحق عظیم ابادی) نے ذکر کیا ہے جو نماز فجر کے بعد نماز پڑھنے سے نہی والی احادیث کے معارض ہے (وہ احادیث نہی) جو تواتر کی حد تک پہنچی ہیں

حدیث عطاء بن ابی رباحؒ

دوسری حدیث جو صاحب پوسٹر نے ذکر کی ہے: **و عن عطاء بن ابى رباح عن رجل من الانصار قال راى رسول الله ﷺ رجلا يصلى بعد الغداة فقال يا رسول الله لم اكن صليت ركعتى الفجر فصليتها الآن فلم يقل له شيئا . اخرجه ابن حزم فى المحلى و قال العراقى اسناده حسن قال النيموى و فيما قاله نظر (آثار السنن ص ۲۳۳)**

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص ... رسول اللہ ﷺ نے

maktabatulishaat.com

ایک شخص کو صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا اے اللہ کے پیغمبر میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ میں نے اب وہ پڑھیں۔ آپ ﷺ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔ یہ حدیث ابن حزم نے محلی میں نقل کی ہے اور اس کا اسناد حسن ہے۔ نیمویؒ نے کہا جو کچھ عراقی نے کہا اس پر اعتراض ہے۔ ترجمہ از توضیح السنن ص ۳۹۴ ج ۲)۔

امام نیموی رحمہ اللہ نے عراقی کے قول پر کہ اسنادہ حسن ہے اعتراض کیا ہے کہ یہ صحیح نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس روایت میں حسن بن ذکوان ابو سلمہ بصری ہے جس پر محدثین جرح کرتے ہیں لھذا یہ حدیث حسن نہیں بلکہ ضعیف ہے۔

علامہ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

اس کے بارے میں یوں لکھتے ہیں: صدوق یخطئی و رُمی بالقدر و کان یدلس (تقریب ص ۲۰۴ ج ۱)۔ سچا ہے غلطی کرتا ہے۔ اس پر قدریت کا اعتراض ہے اور یہ تدلیس کرتا ہے۔ اور تھذیب میں اس کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

قال ابن معین و ابو حاتم ضعیف . و قال عمرو بن علی کان یحیی یحدث عنه و ما رأیت عبدالرحمن حدث عنه و قال ابو حاتم و النسائی ایضا لیس بالقوی و قال ابو احمد بن عدی یروی احادیث لا یرویها غیره و ارجو انه لا بأس به و ذکره ابن حبان فی الثقات. قلت و قال الساجی انما ضعف لمذهبه و فی حدیثه بعض المناکیر ذکره یحیی بن معین فقال صاحب الاوابد منکر الحدیث و ضعفه قال و کان قدریا و قال ابن ابی الدنیا کان یحیی یحدث عنه و لیس عندی بالقوی و قال عبدالله بن احمد عن ابیه احادیثه اباطیل و قال الاثرم قلت لابی عبدالله ما تقول فی الحسن بن ذکوان فقال احادیثه

maktabatulishaat.com

اباطیل . و قال الآجری عن ابی داؤد کان قدریا (تہذیب التہذیب ص ٢٧٦، ٢٧٧ ج ٢).

ابن معینؒ اور ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور عمرو بن علی کہتے ہیں کہ یحیی اس سے حدیث بیان کرتے تھے اور میں نے عبد الرحمٰن کو نہیں دیکھا کہ اس سے حدیث بیان کی ہو اور ابو حاتمؒ اور نسائیؒ بھی کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے اور ابو احمد بن عدی نے کہا ہے کہ یہ وہ احادیث روایت کرتا ہے جو اس کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا اور میں امید رکھتا کہ اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا اور ابن حبانؒ نے اسکو ثقات میں ذکر کیا ہے (ابن حبان کا اس کو ثقات میں ذکر کرنا کوئی مقام نہیں رکھتا اس لئے محدثین کے نزدیک اس کا مقام کچھ علیحدہ ہے دیکھئے میری کتاب "تحقیق الحق فی بیان مکائد اظہار الحق" میں کہتا ہوں کہ ساجیؒ نے کہا ہے کہ اس کو اپنے مذہب کی وجہ سے ضعف کی نسبت کی گئی ہے۔ اور اس کی حدیث میں بعض منکر ہیں۔ اس کا ذکر یحیی بن معین نے کیا تو کہا کہ یہ صاحب منتشر غیر معروف منکر اور ضعیف حدیثوں والا ہے۔ کہا کہ وہ قدری تھا اور ابن ابی الدنیاؒ نے کہا ہے کہ یحیی اس سے حدیث بیان کرتے تھے اور میرے نزدیک یہ قوی نہیں ہے اور عبد اللہ بن احمدؒ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اس کے احادیث باطل ہیں اور اثرمؒ نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ سے کہا کہ آپ حسن بن ذکوان کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو آپ نے کہا کہ اس کے احادیث باطل ہیں اور آجری نے ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ یہ قدری تھا۔

امام ذھبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

آپ اس پر کلام کرکے یوں رقمطراز ہیں: قال النسائی لیس بالقوی (الکاشف ص ١٦١ ج ١، دار الکتب العلمیۃ)۔ اور المغنی میں یوں ثبت کرتے ہیں: قال النسائی لیس بالقوی

maktabatulishaat.com

و اما احمد فقال احادیثه اباطیل و ضعفه یحیی و ابو حاتم (المغنی فی الضعفاء ص ۲۴۷ ج ۱)۔ اور میزان میں یوں لکھتے ہیں: و هو صالح الحدیث ضعفه ابن معین و ابو حاتم و قال النسائی لیس بالقوی و قال ابن عدی : یروی احادیث لا یرویها غیره علی ان یحیی بن سعید و ابن المبارک قدرویا عنه و ارجو انه لا بأس به و قال ابن المدینی : حدث یحیی عن الحسن بن ذکوان و لم یکن عنده بالقوی . و قال ابن معین :قدری ...... حدثنا الاثرم : قلت لابی عبدالله ما تقول فی الحسن بن ذکوان ؟ فقال احادیثه اباطیل و قال ابن معین کان صاحب او ابد و ذکره ابن حبان فی الثقات (میزان الاعتدال ص ۴۸۹، ۴۹۰ ج ۱)۔ اور یہ صالح الحدیث ہے۔ ابن معینؒ اور ابو حاتمؒ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے اور ابن عدیؒ نے کہا ہے کہ یہ وہ احادیث روایت کرتا ہے جو اس کے سوا کوئی روایت نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ کہ یحییٰ بن سعیدؒ اور عبداللہ بن المبارک اس سے روایت کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور ابن المدینیؒ نے کہا ہے کہ یحییٰ (بن سعید) حسن بن ذکوان سے روایت کرتے تھے اور حالانکہ وہ آپ کے نزدیک قوی نہیں تھے (یعنی اعتبار کے لئے روایت کرتے تھے) اور ابن معین نے کہا ہے کہ یہ قدری تھے...... ہمیں اثرمؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ سے کہا کہ آپ حسن بن ذکوانؒ کے بارے میں کیا کہتے ہیں پس آپ نے کہا کہ اس کی احادیث باطل ہیں اور ابن معینؒ نے کہا ہے کہ یہ منتشر حدیثوں والا ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

<u>علامہ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم لکھتے ہیں</u>

...... نا عمرو بن علی قال کان یحیی بن سعید یحدث عن الحسن بن ذکوان

maktabatulishaat.com

و ما سمعت عبدالرحمن ذکرہ فی حدیث قط عن یحیی بن معین (۲۴۷
ک) انه قال : الحسن بن ذکوان ضعیف حدثنا عبدالرحمن سمعت ابی
یقول : الحسن بن ذکوان ھو ضعیف الحدیث لیس بالقوی (کتاب الجرح و
التعدیل ص ۱۳ ج ۳) ترجمہ کی ضرورت نہیں۔

علامہ ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزیؒ لکھتے ہیں

قال یحیی: کان صاحب ا وابد منکر الحدیث . و قال احمد : احادیثه اباطیل
و قال النسائی و الدارقطنی ھو ضعیف ، کتاب الضعفاء و المترو کین ص
۲۰۱ ج ۱ ، دارالکتب العلمیة .

علامہ ابوجعفر ابن حماد العقیلیؒ لکھتے ہیں

...... قال قلت لابی عبدالله : الحسن بن ذکو ان ماتقول فیه؟ فقال احادیثه
اباطیل حدثنا عمروبن علی قال : کان یحیی یحدث عن الحسن بن ذکو ان
وما سمعت عبدالرحمن ذکرہ فی حدیث قط . حدثنا العباس بن محمد قال :
سمعت یحیی قال : الحسن بن ذکوان قدری و کان یحیی بن سعید یروی عنه
..... قال (علی بن عبدالله) حدث یحیی بن سعید عن الحسن بن ذکوان ولم
یکن عنده بالقوی . (کتاب الضعفاء للعقیلیؒ ، ص ۲۴۲ ، ۲۴۳ ، ج ۱)

علامہ ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانیؒ لکھتے ہیں

......ثنا عمرو بن علی قال : وکان یحیی لایحدث عن الحسن بن ذکوان وما
سمعت عبدالرحمن ذکرہ فی حدیث قط . عن علی قال : حدیث یحیی بن
سعید عن الحسن بن ذکوان باحرف ولم یکن عنده بالقوی .... واجو انه

maktabatulishaat.com

لاباس به . (الکامل فی ضعفاء الرجال ،ص ۱۵۸، ۱۶۰، ج ۳)

.....ہمیں عمرو بن علی نے بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ یحیی حسن بن ذکوان سے حدیث بیان نہیں کرتے اور میں نے عبدالرحمن سے نہیں سنا کہ اس کو کسی حدیث میں کبھی ذکر کیا ہو۔ اور علی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ یحیی بن سعید حسن بن ذکوان سے کچھ حروف (یعنی چند حدیث) روایت کرتے ہیں اور وہ آپکے نزدیک قوی نہیں ہے.... اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

دوسرا جواب اور حدیث عطاء بن ابی رباحؒ

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور جو صحابی حضرت عطاء بن ابی رباح نے مبہم ذکر کی ہے وہ حضرت عمرو بن قیسؓ ہے اور سفیان بن عیینہؒ نے تصریح کی ہے کہ حضرت عطاء بن ابی رباح نے حضرت قیس بن عمرو سے یہ حدیث نہیں سنی بلکہ یہ عطاءؒ نے سعد بن سعید سے سنی ہے اور یہ مرسل روایت ہے۔

امام محمد بن علی النیمویؒ لکھتے ہیں

قلت ان الصحابی الذی ابهمه عطاء الظاهر انه هو قیس بن عمرو فان کان کذلک فلا شک فی ارساله فان سفیا ن بن عیینه قد نص ان عطاء لم یسمع هذا الحدیث من قیس وانما یرویه عن سعد مرسلا قال الترمذی قال سفیان بن عیینة سمع عطاء بن ابی رباح من سعد بن سعید هذا الحدیث وانما یروی هذا الحدیث مرسلا . وقال ابو داؤد وحدثنا حامد بن یحیی البلخی قال قال : سفیان کان عطاء بن ابی رباح یحدث بهذا الحدیث عن سعد بن سعید . وقال البیهقی فی المعرفة قال سفیان و کان عطاء ابن ابی رباح یروی عن سعد بن سعید قلت الحاصل ان مارواه عطاء من حدیث قیس بن عمرو المحفوظ

maktabatulishaat.com

عنه ارساله ۔ (تعلیقات آثار السنن، ص ۲۳۴)

الی صل: امام نیموی امام ابوداؤدؒ اور بیہقیؒ سارے لکھتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ یوں لکھتے ہیں

حدثنا حامد بن یحیی البلخی قال قال سفیان کان عطاء بن ابی رباح یحدث بھذا الحدیث عن سعد بن سعید . قال ابو داؤد روی عبدربه ویحیی ابنا سعید ھذا الحدیث مرسلا . (ابو داؤد ،ص ۱۸۷)

حماد بن یحیی بلخی نے ہمیں بیان کیا ہے کہتے ہیں کہ سفیانؒ نے کہا ہے کہ عطاء بن ابی رباح یہ حدیث سعد بن سعیدؒ سے بیان کرتے ۔ امام ابوداؤدؒ نے کہا ہے کہ حضرت سعیدؒ کے دو بیٹے عبدربہ اور یحیی یہ حدیث مرسل روایت کرتے ہیں۔

یعنی یحیی بن سعید کی طریق سے بھی یہ روایت مرسل ہے۔

اعتراض اور اس کا جواب از مولانا ظفر احمد عثمانیؒ

اعتراض یہ ہے کہ حدیث مرسل تو احناف کثر اللہ سوادھم کے نزدیک حجت ہے تو پھر تو ہمارا مدعی سنت قبل طلوع بالکل تمہیں ماننا پڑے گا تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ تمہارے نزدیک تو مرسل سے استدلال کرنا درست نہیں اس لئے تمہیں زیبا نہیں کہ استدلال مرسل سے کرتے ہو اور دوسرا جواب عثمانی صاحبؒ یوں دیتے ہیں اعتراض وجواب دونوں لیجئے فان قیل :غایة حدیث قیس ھذا انه مرسل والمرسل عند الحنفیة حجة لاسیما اذا روی من وجوه مرسلا فھو حجة عندنا لکل . قلنا نعم ولکنه لایصلح معارضا للحدیث الصحیح المشھور والمتواتر ولا مخصصا له بل لابدمن ارجاعه الی المتواتر وحمله علی معنی یوافقه ولا یؤول المتواتر والمشھور لاجله لان الضعیف

یرجع الی القوی ویحمل علیه لا بالعکس کما لا یخفی .(اعلاء السنن ،ص ۱۳۱ ،ج۷)

اگر کہا جائے کہ انتہائی یہ کہ یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل تو احناف کے نزدیک حجت ہے خصوصا جبکہ مرسل کئی وجوہ سے روایت کی جائے وہ تو سب کے نزدیک حجت ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہاں لیکن یہ مرسل حدیث مشہور اور متواتر کا معارض بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی اور نہ ان کیلئے مخصص بن سکتی ہے بلکہ لامحالہ اس کی رجوع متواتر کو ہوگی اور ایسے معنی پر حمل کی جائے گا جو متواتر کے موافق ہو۔ اور اس کے وجہ سے متواتر اور مشہور میں تاویل نہیں کی جائے گی اس لئے کہ ضعیف قوی کی طرف رجوع کرتی ہے اور قوی پر حمل کی جاتی ہے۔

امام نیموی رحمہ اللہ اور دیگر حدیثیں

امام نیمویؒ نے باب قضاء رکعتی الفجر قبل اطلوع الشمس میں یہ دونوں حدیثیں نقل کی ہیں اور پھر آثار السنن میں اس کے ضعف کو اشارہ کیا ہے کہ اسنادہ ضعیف۔ وفیما قالہ نظر،ص ۲۳۰،۲۳۳ اور پھر التعلیق الحسن اور تعلیق التعلیق میں کچھ بسط سے کام لیا ہے اور پھر یوں لکھتے ہیں۔

قلت وفی الباب روایات اخری کلها ضعیفة لا تصلح للاعتضاد لشدة ضعفها (آثار السنن، ص ۲۳۲) میں کہتا ہوں اور اس باب میں دیگر روایات ہیں جو ساری ضعیف ہیں جو اپنی انتہائی ضعف کی وجہ سے تقویت کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

پھر ان میں سے تین روایات ایک علامہ ابن عبد البر کی کتاب تمھید سے اور دو روایتیں طبرانی کبیر سے روایت کر کے ان پر کلام کیا ہے جو قابل دید ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

maktabatulishaat.com

قبل طلوع خورشید سنت پڑھنے سے منع کی احادیث

اب وہی احادیث ذکر کی جاتی ہیں جو محدثین کے نزدیک متواتر ہیں جیسا کہ درس ترمذی اوراعلاء السنن کے حوالے اور عبارت گزر چکی ہیں۔

۵۵۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ نهی عن الصلوة بعد العصر حتی تغرب الشمس و عن الصلوة بعد الصبح حتی تطلع الشمس (بخاری ص ۸۲ ، ۸۳ ج ۱ ، مسلم ص ۲۷۵ ج ۱ ، نسائی ص ۹٦ ج ۱ ، السنن الکبری ص ۶۳۳ ، ۶۳۴ ج ۲ ، آثار السنن ص ۲۳۴).

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک اور فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۵٦۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ

و عن ابن عباس رضی الله عنه قال سمعت غیر واحد من اصحاب رسول الله ﷺ منهم عمر بن الخطاب رضی الله عنه و کان احبّهم الّی ان رسو ل الله ﷺ نهی عن الصلوة بعد الفجر حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب الشمس (بخاری ص۸۲ ج۱، مسلم ص۲۷۵ ج۱، ابوداؤد ص۱۸۸ ج۱، ترمذی ص ۴۵ ج۱، نسائی ص۹۶ ج۱، مسند احمد ص۵۰ ج۱، سنن الدارمی ص۴۰۲، ۴۰۳، السنن الکبری ص ۶۳۳ ج۲، آثار السنن ص۲۳۴، مصنف ابن شیبۃ ص۳۴۵ ج ۲)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے سنا ہے جن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں

maktabatulishaat.com

اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فجر کے بعد طلوع سورج تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۵۷۔ <u>حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ</u>

و عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا صلوة بعد صلوة العصر حتی تغرب الشمس و لا صلوة بعد صلوة الفجر حتی تطلع الشمس (بخاری ص ۸۲ ، ۸۳ ج ۱ ، مسلم ص ۲۷۵ ج ۱ ، مسند احمد ص ۱۳۴ ج ۳ ، السنن الکبری ص ۶۳۴ ج ۲ ، آثار السنن ص ۲۳۴، کنز العمال ص ۱۷۰ ج ۷).

۵۸۔ <u>حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ</u>

......قال سمعت ابا سعید الخدری یحدث باربع عن النبی ﷺ ...... و لا صلوة بعد صلوتین بعد الصبح حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب الشمس ...... بخاری ص ۱۵۹ ج ۱)۔

......اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے چار باتیں بیان کرتے تھے ......اور دو نمازوں کے بعد نماز پڑھنا نہیں ہے۔ صبح نماز کے بعد یہاں تک کہ طلوع آفتاب ہو جائے اور نماز عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

۵۹۔ <u>حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ</u>

عن ابی سعید قال نهی رسول الله ﷺ ...... و عن الصلوة بعد الصبح و العصر (بخاری ص ۲۶۷ ج ۱)۔

maktabatulishaat.com

(بوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے......اور صبح اور عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے۔ (ابوداؤد کی روایت میں الفاظ یوں ہیں و عن الصلوۃ فی ساعتین بعد الصبح و بعد العصر ((ابوداؤد ص ۳۳۵ ج ۱) اور یہ اسی طرح السنن الکبری ص ۶۳۴ ج ۲ میں بھی ہیں۔

۶۰۔ <u>حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ</u>

عن عمرو بن عبسه رضی الله عنه قال قلت یا نبی الله اخبرنی عن الصلوة قال صل صلوة الصبح ثم اقصر عن الصلوة حتی تطلع الشمس و ترفع ...... حتی تصلی صلوة العصر ثم اقصر عن الصلوة ((ابوداؤد ص ۱۸۸ ج ۱، آثار السنن ص ۲۳۵، المصنف لابن ابی شیبۃ ص ۳۴۷ ج ۲، کنز العمال ص ۱۷۱ ج ۷، مسلم ص ۲۷۶ ج ۱)۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالی کے نبی مجھے نماز کے بارے میں بتلائیں۔ آپ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھو پھر نماز سے رُک جاؤ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور بلند ہو جائے...... یہاں تک کہ تم نماز عصر پڑھ لو پھر نماز سے رُک جاؤ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

۶۱۔ <u>حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ</u>

عن علی قال کان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی اثر کل صلوة مکتوبة رکعتین الا الفجر و العصر (ابو داؤد ص ۱۸۸ ، آثار السنن ص ۲۱۸ ، مصنف لابن ابی شیبة ص ۲۴۶ ج ۲).

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ہے آپ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور عصر کے علاوہ ہر نماز کے بعد دو رکعت ادا کرتے تھے۔

۶۲۔ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

عن عبدالله بن عمرو ان رسول الله ﷺ استند الی بیت فوعظ الناس و ذکرهم قال لا یصلی احد بعد العصر حتی اللیل و لا بعد الصبح حتی تطلع الشمس ...... مسند احمد ص ۱۸۲، ۲۰۷ ج ۲)۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کو تکیہ لگائے ہوئے تھے پس لوگوں کو وعظ کرنے لگے اور انہیں پند دینے لگے فرمایا تم میں سے کوئی نماز عصر کے بعد رات تک نماز نہ پڑھے اور نہ نماز صبح کے بعد نماز پڑھے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو جائے۔

۶۳۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من لم یصلی رکعتی الفجر فلیصلهما بعد ما تطلع الشمس رواه الترمذی و اسناده صحیح آثار السنن ص ۲۳۵، الترمذی ص ۹۶ ج ۱، کنز العمال ص ۱۵۲ ج ۷، القرطبی ص ۳۰۴ ج ۲، السنن الکبری ص ۴۸۱ ج ۲)۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے فجر کی دو رکعتیں سنت نہ پڑھیں تو اس کو چاہئیے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے۔

۶۴۔ حدیث ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ

من نسی رکعتی الفجر فلیصلهما اذا طلعت الشمس (کنز العمال ص ۱۵۲ ج ۷، المستدرک ص ۴۵۰، ۴۵۱ ج ۱، و قال هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاه و قال الذهبی فی التلخیص علی شرطهما۔

maktabatulishaat.com

جس سے صبح کی دو رکعتیں بھول گئیں پس سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے۔

۶۵۔ حدیث ابومجلز رحمہ اللہ

(بومجلز رحمہ اللہ کی حدیث پہلے ۴۴ نمبر میں گزر چکی ہے۔

۶۶ حدیث یحیی بن سعد رحمہ اللہ

عن يحيى بن سعيد قال سمعت القاسم يقول اذا لم أُصلّهما حتى اصلى الفجر صليتهما بعد طلوع الشمس (رواه ابن ابى شيبة و اسناد صحيح آثار

السنن ص ۲۳۵ ، ابن ابی شیبۃ ص ۱۵۶ ج ۲)۔

حضرت یحیی بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے قاسم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب میں یہ دونوں (صبح کی سنتوں) کو نہ پڑھوں یہاں تک کہ نماز فجر پڑھ لوں تو (نہیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔ یہ حدیث ابن ابی شیبۃ نے نقل کی ہے اور اس کی (سناد صحیح ہے۔

۶۷۔ حدیث نافع رحمہ اللہ

عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنه انه صلى ركعتى الفجر بعد ما اضحى

(رواہ ابو بکر ابن ابی شیبۃ و اسنادہ حسن (آثار السنن ص ۲۳۵ ، مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۱۵۶ ج ۲)۔

حضرت نافعؒ سے روایت ہے۔آپ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فجر کی سنتیں (یعنی جب قضا ہو جائیں) چاشت کی نفل پڑھنے کے بعد پڑھتے تھے۔

maktabatulishaat.com

۶۸۔ حدیث ابن سیرین رحمہ اللہ

عن ابن سیرین عن ابن عمر انه صلاهما بعد ما اضحی (مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۱۵۷ ج ۲)۔

۶۹۔ حدیث عمرۃ رحمہا اللہ

عن عمرة عن عائشة قالت نهی رسول الله ﷺ عن صلاتين عن صلاة بعد طلوع الفجر حتی تطلع الشمس و ترفع ...... (مصنف لابن ابی شیبۃ ص ۲۴۵ ج ۲)۔

۷۰۔ حدیث ابو العالیۃ رحمہ اللہ

عن ابی العالية قال لا تصح الصلاة بعد العصر حتی تغيب الشمس و بعد الصبح حتی تطلع الشمس قال و كان ابن عمر يضرب علی ذلک (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۴۵ ج ۱)۔

حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نماز عصر کے بعد نماز پڑھنا درست نہیں ہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور نماز صبح کے بعد نماز پڑھنا صحیح نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے حضرت ابو العالیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اس پر لوگوں کو مارتے تھے۔

۷۱۔ حدیث معاذ القرشی رحمہ اللہ

...... عن جده معاذ القرشی انه طاف بالبيت مع معاذ بن عفراء بعد العصر و بعد الصبح فلم يصل فسألته فقال قال رسول الله ﷺ لا صلوة بعد الصلاتين بعد الغداة حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب الشمس (مصنف ابن ابی شيبة ص ۲۴۴ ج ۲ ، نسائی ص ۹۰ ج ۱).

maktabatulishaat.com

(اپنے دادا معاذ قرشیؒ سے روایت کرتا ہے کہ اس نے عصر اور صبح کی نماز کے بعد حضرت معاذ ..... بن عفراء کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا تو صلاۃ طواف نہیں پڑھی تو میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دو نمازوں کے بعد نماز پڑھنا نہیں نماز فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور نماز عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

۷۲۔ حدیث سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ

عن سمرة بن جندب ان رسول الله ﷺ قال لا تصلوا او قال نهى رسول الله ﷺ ان يصلى بعد صلوة الصبح حتى تطلع الشمس ...... مصنف ابن ابى شيبة ص ۲۴۵ ج ۲).

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز نہ پڑھو یا آپ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ نماز فجر کے بعد نماز پڑھی جائے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔

۷۳۔ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

عن ابن عمر رضى الله عنهما قال صليت مع النبى ﷺ و مع ابى بكر و عمر و عثمان فلا صلوة بعد الغداة حتى تطلع الشمس (مصنف ابن ابی شیبۃ ص ۲۴۶ ج ۲)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور حضرت (ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ (و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے پس نماز صبح کے بعد نماز پڑھنا نہیں تھا۔

maktabatulishaat.com

۷۴۔ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نہی عن الصلوۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب

(ق ن عن عمر) (کنز العمال ص ۱۷۱ ج ۷)۔

آپ نے نماز صبح کے بعد سورج طلوع ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور اسی طرح نماز عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

۷۵۔ حدیث حضرت سعد

صلاتان لا یصلی بعد هما الصبح حتی تطلع الشمس و العصر حتی تغرب الشمس (حم حب عن سعد) کنز العمال ص ۱۷۰ ج۷)۔

دو نمازیں ہیں کہ ان کے بعد نماز نہیں پڑھی جائے گی ایک صبح کی یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور دوسری عصر کی یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

۷۶۔ حدیث مغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ

عن مغیرۃ رضی اللہ عنہ یقول عدل رسول اللہ ﷺ ...... حتی نجد الناس فی الصلوۃ قد قدموا عبدالرحمن بن عوف فصلی بھم حین کان وقت الصلوۃ ووجدنا عبدالرحمن و قد رکع بھم رکعۃ من صلوۃ الفجر فقام رسول اللہ ﷺ فصف مع المسلمین فصلی وراء عبدالرحمن بن عوف الرکعۃ الثانیۃ ثم سلّم عبدالرحمن فقام النبی ﷺ فی صلوتہ ففزع المسلمون فاکثروا التسبیح لانھم سبقوا النبی ﷺ بالصلوۃ فلما سلّم رسول اللہ ﷺ قال لہم قد أصبتم او قد احسنتم (ابوداؤد ص ۲۲ ج ۱)۔

maktabatulishaat.com

۷۷۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ فرماتے ہیں

المغیرة بن شعبة رضی الله عنه قال...... فاتینا الناس و عبدالرحمن بن عوف یصلی بھم الصبح فلما رای النبی ﷺ اراد ان یتاخر فاومی الیه ان یمضی قال فصلیت انا و النبی ﷺ خلفه رکعة فلما سلم قام النبی ﷺ فصلی الرکعة التی سبق بھا و لم یزد علیھا شیئا (ابو داؤد ص ۲۳ ج ۱)۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ستے سے ہٹ کر...... یہاں تک کہ ہم نے لوگوں کو نماز میں پایا۔ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کیا تھا پس وہ اُن کو نماز پڑھاتا تھا جبکہ نماز کا وقت تھا اور ہم نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اس حال میں پایا کہ لوگوں نے ان کے ساتھ نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر مسلمانوں کے ساتھ صف میں داخل ہو گئے۔ پس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوسری رکعت پڑھی پھر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا پس رسول اللہ ﷺ نماز میں کھڑے ہو گئے تو مسلمان ڈر گئے۔ پس بہت تسبیح کہنے لگے۔ (اس لئے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے میں سبقت کی تھی سو جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو ان کو فرمایا کہ تم حق کو پہنچ گئے ہو یا یہ فرمایا کہ تم نے نیکی کی ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے...... سو ہم لوگوں کو آئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کو نماز فجر پڑھاتے تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ جائے پس آپ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ وہ نماز پڑھاتے رہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے پیچھے ایک رکعت پڑھی۔ پس جب انہوں نے سلام پھیرا نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے۔ پس وہی

رکعت پڑھی جس پر سبقت کی گئی تھی اور اس پر کوئی چیز زیادہ نہیں کیا۔ اس حدیث میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے تمام چیزوں کا ذکر کیا ہے جیسا کہ آپ کا ساتھیوں سے علیحدہ ہونا۔ قضاء حاجت کے لئے جانا اور اپنی رفاقت، اور استنجاء کے بعد آپ ﷺ کو وضوء کرانے کے لئے پانی ڈالنا۔ جُبہ کی آستینوں کی تنگی۔ ہاتھوں کا جبہ کے اندر کی جانب سے نکال کر دھونا کہنیوں تک ہاتھ دھونا موزوں پر مسح کرنا۔ نماز کے لئے دوسرے کا آگے ہونا ایک رکعت کا فوت ہونا دوسری کو پانا...الخ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ آپ ﷺ نے جب فرض سے سلام پھیر لیا تو کھڑے ہوکر سنت فجر پڑھیں اگر آپ نے سلام کے بعد سنت پڑھی ہوتیں تو آپ ضرور اس کا ذکر کرتے اس لئے کہ آپ نے تو چھوٹی چھوٹی چیزوں کا ذکر کیا ہے جیسا کہ حدیث میں تمام مذکور ہیں۔

﴿عمل النبی ﷺ﴾

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی یوں حدیث روایت کرتے ہیں۔

۷۸۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال کان النبی ﷺ اذا فاتته ركعتا الفجر صلا هما اذا طلعت الشمس. اخرجه الطحاوی فی مشكل الآثار ( ) له و قال: اسناده أحسن من اسناد حديث قيس بن فهد كذا فى المعتصر من المختصر من مشكل الآثار ص ۴۲ و الطحاوی حافظ حجة امام فى الجرح و التعديل عده السيوطی فی حسن المحاضرة له فی حفاظ الحديث و نقاده (۱:۱۴۷) فتحسينه اسناد هذا الحديث حجة (اعلاء السنن ص ۱۳۳، ۱۳۴ ج۷).

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے دو رکعتیں

سنت فجر کی فوت ہوجاتے تو جب سورج طلوع ہوجاتا۔ تو ان کو پڑھ لیتے۔ امام طحاویؒ نے اس حدیث کو اپنی کتاب مشکل الآثار میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کا اسناد قیس بن فھد کی حدیث کے اسناد سے احسن ہے۔ اسی طرح المعتصر من المختصر من مشکل الآثار ص ۴۲ میں ہے (ور طحاویؒ حافظ حدیث ہے حجت ہے۔ جرح اور تعدیل میں (مام ہے۔ امام سیوطیؒ نے (پنی کتاب حسن المحاضرہ ص ۱۴۷ ج ۱ میں آپ کو حفاظ حدیث اور ناقدین میں شمار کیا ہے تو آپ کا اس حدیث کی تحسین حجت ہے۔ اسی طرح یہ حدیث تحفۃ الاخیار ص ۲۶۵ ج ۲ میں بھی نقل ہے حدیث نمبر ۸۹۹ ہے اور کتاب کتاب الصلوۃ ہے۔

۷۹۔ <u>حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ</u>

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ نام عن رکعتی الفجر فقضاھما بعد ما طلعت الشمس (ابن ماجہ ص ۸۰، تحفۃ الاشراف ص ۸۲ ج ۱۰، دار احیاء التراث العربی)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز فجر کی دو رکعت سنت سے سو گئے تھے تو سورج طلوع ہونے کے بعد ان دونوں کو قضا پڑھ لی۔

یاد رکھیئے کہ یہ حدیث لیلۃ التعریس کی حدیث کا ایک حصہ ہے جو درج ذیل کتب حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ (مسلم ص ۲۳۸ ج ۱، مسند احمد ص ۴۲۹ ج ۲)۔

حاصل یہ کہ اگر سنت فجر کی رہ گئیں تو قبل طلوع الشمس پڑھنا ان احادیث کی روشنی میں درست نہیں تواتر ہیں اور بعد طلوع آفتاب پڑھنا چاہئے جیسا کہ ان گذشتہ احادیث سے ظاہر ہے۔

لھذا صاحب پوسٹر کی یہ بات صحیح نہیں "کہ جب باجماعت نماز کے لئے اقامت ہوجائے تو

maktabatulishaat.com

کوئی نماز صحیح نہیں خواہ وہ فرض ہو سنت ہو نفل ہو یا صبح کی سنت ہو (ور جو پڑھے گا باطل ہیں"
(و) الحمد للہ اس پر کئی نوشتہ احادیث دلیل ہیں اور تشکیک مشکک کچھ بھی مفید نہیں۔

اپنے احناف بھائیوں کے لئے

یہاں تک تو پوسٹر کا تحقیقی جواب الحمد للہ کیا گیا ہے اور اب اپنے احناف بھائیوں کیلئے علماء دیوبند کے کچھ حوالے عبارات ان کے فتاووں سے پیش کرتا ہوں جن سے ان سادھے بندوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ الحمد للہ خود بھی دیوبندی ہیں اور دیوبندی اعلام رحمھم اللہ کے اچھے پیروکار بھی ہیں اور ہمارے (کابر بھی دیوبندی تھے ورنہ تسکین قلب کیلئے دیکھئے۔ اکابر علماء دیوبند تالیف حافظ محمد اکبر شاہ صاحب بخاری۔ ادارہ اسلامیات لاہور کراچی کی درجہ ذیل صفحات، ص ۱۲۵...۱۲۷، ۱۴۹، ۳۷۵، ۳۹۰، ۴۶۷، ۵۲۶ جن میں حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر، حضرت مولانا عبید اللہ سندھی، حضرت مولانا حسین علی واں بچھراں حضرت مولانا قاضی نور محمد اعوان، حضرت شیخ الحدیث قاضی شمس الدین اور حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ کی بلند و بالا مرتبت نصف النہار کی طرح معلوم ہو جائے گا اور حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے حالات معلوم کرنے کیلئے بیس مردان حق، ص ۵۴۱.....۶۰۴، ج ۲ تصنیف عبد الرشید ارشد دیکھئے الحمد للہ سو فیصد تسلی پائیں گے۔ اور دوم یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے گردونواح میں جو دیوبندنما بریلوی ہیں جنہوں نے دیوبندیت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ یہ صرف ہمارے مقابلے کیلئے اور وہ بھی جھوٹ اور بہتان تراشی اور قطع و برید کے ذریعے چست و چابک ہیں احناف کثر اللہ سوادھم پر قلم برداروں سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر دیتے ہیں۔
(ور ہیں پکے احناف

بنتے ہیں وفادار وفا کر کے دکھاؤ کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور تو لیجیے

مفتی اعظم عزیز الرحمن صاحب لکھتے ہیں

۱۔ آپ سے سنت فجر کے بارے میں سوال کیا گیا ہے جسکا صرف عنوان اور پھر جواب نقل کرتا ہوں۔

سوال: فجر کی جماعت کے وقت سنت کہاں پڑھی جائے..... الجواب آواز آنے نہ آنے کی قید نہیں ہے صرف مکان علیحدہ ہونا چاہئے۔ (فتاوی دیوبند مدلل و مکمل، ص ۲۰۰، ج ۴)

۲۔ (ولیک سوال کے جواب میں یوں لکھتے ہیں۔

(لجواب: آثار صحابہؓ سے ایسا ثابت ہے کہ فرض صبح کی قراءۃ کی آواز آتی تھی اور وہ ایک طرف ہوکر صبح کی سنتیں پڑھتے تھے۔ اس لئے امام صاحب نے ایسا حکم دیا کہ علیحدہ ہوکر صبح کی سنتیں پڑھ لے پھر شریک جماعت ہوجاوے تاکہ دونوں کی فضلیت حاصل ہوجائے۔ (فتاوی دیوبند مدلل، ص ۲۰۱، ج ۴)

۳۔ (وسی طرح ایک سوال کا جواب یوں دیتا ہے۔

(لجواب: (گر صبح کی جماعت ہورہی ہے تو اگر ایک رکعت کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں صبح کی علیحدہ ہوکر پڑھ لے پھر جماعت میں شریک ہوجاوے اور اگر پہلے نہ پڑھے تو پھر بعد فرضوں کے قبل طلوع آفتاب نہ پڑھے اگر پڑھے تو بعد آفتاب نکلنے کے پڑھے۔ (فتاوی دیوبند مدلل، ص ۲۰۴، ج ۴)

۴۔ (ولیک مقام میں یوں جواب دیتے ہیں:

(لجواب: بعد فرض صبح کے قبل طلوع آفتاب سنتیں پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی ممانعت حدیث شریف میں آگئی ہے۔ بخاری و مسلم میں بروایت حضرت ابوسعید خدریؓ مروی ہے۔ قال

maktabatulishaat.com

رسول الله ﷺ لاصلوة بعد الصبح حتی ترتفع الشمس ولا صلوة بعد العصر حتی تغیب الشمس .اس حدیث سے بعد الصبح اور بعد عصر نوافل وسنن کی ممانعت معلوم ہوئی.....(فتاوی دیو بند مدلل ومکمل ،ص ۲۰۴،۲۰۵ ،ج ۴)

۵۔ ایک سوال کا جواب یوں دیتے ہیں:۔

یہ صحیح ہے کہ اگر فرض با جماعت کی ایک رکعت بلکہ عند المحققین تشہد بھی مل سکے تو علیحدہ ہو کر سنتیں ادا کر کے پھر شامل جماعت ہو جاوے کذا فی الدر المختار والشامی اور جو لوگ ایسا کہتے ہیں کہ فجر کے فرضوں کی جماعت شروع ہونے کے بعد مطلقا سنتیں صبح کی پڑھنی حرام ہیں وہ حنفی نہیں ہیں ان کو مذہب حنفی کی خبر نہیں ہے۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے کہ سنتیں پڑھ کر شامل ہو مگر حتی الوسع جماعت سے علیحدہ ہو کر پڑھے والتفصیل فی کتب الفقہ۔(فتاوی دیو بند ،ص ۲۰۵،۲۰۶ ،ج ۴)

<u>مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں</u>

آپ سے بھی اسی طرح کا سوال کیا گیا ہے جس کا صرف عنوان نقل کرتا ہوں اور پھر جواب حکم ادائے سنت فجر بعد اقامت فرض......

۶۔ الجواب: ایسی حالت میں اگر مسجد کے دو درجے ہوں تو امام جس درجہ میں ہو تو یہ شخص دوسرے درجہ میں ادا کرے اور اگر ایسا موقع بھی نہ ہو تو کسی علیحدہ جگہ میں جس قدر دوری صف سے ممکن ہو وہاں پڑھ لے اور یہ طریقہ جو سوال میں مذکور ہے بالکل ناجائز ہے اور امام محمد علیہ الرحمۃ پر تہمت ہے۔(امداد الفتاوی ،ص ۳۰۵،۳۰۶ ،ج ۱)

۷۔ ایک سوال کا عنوان اور جواب اس کا یوں دیتے ہیں۔

حکم سنت فجر ہنگام جماعت......الجواب: ہم حنفیہ کا مذہب یہی ہے کہ اگر فرض ملنے کی توقع ہو تو سنت نہ چھوڑے۔(کذا فی الکتب المذهبیة ،امداد الفتاوی ،ص ۳۰۶ ،ج ۱)

maktabatulishaat.com

حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ لکھتے ہیں

۸۔ آپ ایک سوال کے جواب میں یوں لکھتے ہیں: الجواب۔ فجر کی سنت فجر کی نماز کے بعد پڑھنا سخت مکروہ ہے مراقی الفلاح میں ہے.....اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اگرچہ فجر کی سنت ہو اور عصر کی نماز کے بعد بھی نفل مکروہ ہے اگرچہ آفتاب میں تغیر پیدا نہ ہوا ہو حدیث میں ہے حضور علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عصر کی نماز کے بعد آفتاب غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں ہے اور فجر کی نماز کے بعد آفتاب طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ (مراقی الفلاح وطحطاوی) طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک فجر کی سنت قضا کر لینا امام محمدؒ کے نزدیک پسندیدہ اور بہتر ہے اور اگر فجر کی سنت و فرض دونوں قضا ہو گئیں اور اسی روز زوال سے پہلے قضاء کرے تو فرض اور سنت دونوں کی قضا کرے زوال کے بعد قضا کرے تو اصح قول کے مطابق صرف فرض کی قضا کرے درمختار میں ہے.... (فتاوی رحیمیہ، ص ۸۷، ۸۸، ج ۴)

<u>حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں</u>

سوال: جماعت فجر کی کھڑی ہو جائے تو سنت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر پڑھ سکتا ہے کس صورت میں پڑھے؟ بینوا وتوا جروا۔

۹۔ الجواب: باسم ملہم الصواب: امام کے ساتھ تشہد ملنے کی امید ہو تو سنت پڑھ لے۔ جہاں تک ہو سکے مقام جماعت سے علیحدہ ہو کر پڑھے مسجد سے باہر کوئی جگہ نہ ہو تو کسی دیوار یا ستون کی آڑ میں پڑھے صف کے پیچھے بلا حائل پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ مسجد کے دو حصے ہوں تو دوسرے حصہ میں پڑھنے کی گنجائش ہے۔ (احسن الفتاوی، ص ۳۶۰)

۱۰۔ ایک سوال کے جواب میں یوں لکھتے ہیں

maktabatulishaat.com

سنت فجر گھر میں اداء کر کے مسجد جانا چاہیے خصوصاً جبکہ قیام جماعت کا وقت ہو چکا ہو۔ اگر گھر میں سنت نہیں پڑھی تو مسجد سے باہر پڑھے۔ اگر باہر کوئی جگہ نہ ہو تو مسجد میں کسی ستون یا دیوار کی آڑ میں پڑھے۔ امام کی قراءت سنائی دینے میں کوئی حرج نہیں۔ صف کے پیچھے بلا حائل سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (احسن الفتاوی، ص ۴۶۱، ج ۳)

۱۱۔ اور ایک سوال (سنت فجر کی قضاء) کے جواب میں یوں لکھتے ہیں

طلوع آفتاب سے قبل جائز نہیں عن ابن عباسؓ قال سمعت غیر واحد (۵۶) نمبر حدیث ہے..... صحیح بخاری میں بھی اس مضمون کی حدیث حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے بخاری ص ۸۲، ج ۱۔ (احسن الفتاوی، ص ۴۷۶، ۴۷۷، ج ۳)

۱۲۔ پھر ایک سوال مثل بالا کے جواب میں یوں لکھتے ہیں

اگر طلوع آفتاب سے قبل جلدی سے غسل کر کے سنت و فرض دونوں ادا کر سکتا ہو تو دونوں پڑھے ورنہ صرف فرض پڑھ لے زیادہ تنگ وقت میں سنن و مستحبات کو چھوڑ دے۔ قضاء کی صورت میں اگر اسی روز دوپہر سے قبل قضا کی تو سنتیں بھی پڑھے، ورنہ صرف فرائض کی قضاء کرے اگر تنہاء سنت چھوٹ گئیں تو فرض کے بعد طلوع سے قبل پڑھنا جائز نہیں طلوع کے بعد زوال تک پڑھ لے تو بہتر ہے ضروری نہیں..... (احسن الفتاوی، ص ۴۷۷، ج ۳)

<u>حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں</u>

۱۳۔ آپ ایک طویل سوال کے جواب یوں لکھتے ہیں

صورت مذکورہ میں کہ مسجد میں بجز مکان واحد کے کچھ نہیں ہے اقامت للمکتوبہ کے بعد مسجد کے اندر سنتیں فجر کی پڑھنا مکروہ ہے بلکہ مسجد سے باہر دروازہ کے متصل پڑھنا چاہیے اور اگر مسجد بڑی ہو اور جماعت قائم ہونے کے بعد ایک جانب گوشے میں سنتیں پڑھتے ہوئے صفوف سے بعد

maktabatulishaat.com

وغیرہ من مشائخ الحنفیۃ وقد ذ- رتہ فی اعلاء السنن بالبسط من ذلک واللہ اعلم ۔(امداد الاحکام، ص ۶۱۳، ج۱)

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہؒ لکھتے ہیں

۱۴۔ آپ ایک سوال کے جواب یوں دیتے ہیں:

جواب: عن النبی ﷺ اذا اقیـ ت الصلوۃ الاال کتوبۃ (ترجمہ) حضرت رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ جب نماز کی تکبیر کہی جائے پھر کوئی نماز سوائے فرض کے نہیں پڑھنی چاہیے ۔اس عموم سے سنت فجر کی ممانعت بھی ثابت ہوتی تھی، مگر چونکہ اس حدیث کو ابن عیینہ وحماد بن زید وحماد بن سلمہ نے ابوھریرۃؓ سے موقوفا روایت کیا ہے۔اور سنت فجر آکد السنن ہے۔اور صحابہ سے سنت فجر کا بعد اقامت فرض پڑھ لینا بھی ثابت ہے۔روی الطحاوی عن ابن مسعودؓ.....پس ان وجوہ ثلاثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت فجر عموم حدیث سے مستثنیٰ ہے۔اس لئے فقہائے حنفیہ اس کے پڑھ لینے کی اجازت بعد اقامت فرض دیتے ہیں۔لیکن اسی مقام پر بغیر کسی حائل کے پڑھنا مکروہ ہے۔اور مخالط صف ادا کرنا سخت مکروہ ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مخالفت جماعت لازم آتی ہے۔اور صحابہ کرام جن سے سنتوں کا پڑھنا ثابت ہے وہ اسی صورت سے ثابت ہے کہ یا تو خارج مسجد یا اسطوانہ یا ساریہ کے پیچھے پس انہی صورتوں سے جائز ہوگا....

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ جب نماز فرض شروع ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ فجر کو مکان میں پڑھے اور افضل یہی ہے یا دروازہ مسجد پر پڑھے یعنی مسجد سے باہر۔ کما صرح بہ القھستانی وسیاتی ذکرہ ۔اگر وہاں پر کوئی جگہ نماز کے لائق ہو۔اور اگر دروازہ مسجد پر ممکن نہ ہو تو باہر والے درجہ میں پڑھے۔اگر جماعت فرض اندر ہو یا اندر پڑھے اگر جماعت باہر ہو

maktabatulishaat.com

اور اگر مسجد کا ایک ہی درجہ ہو تو ستون کے پیچھے یا اور کسی آڑ والی چیز کے پیچھے پڑھے اور صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور صف کے برابر مخالط صف ہو کر پڑھنا جیسا کہ اکثر جاہل کرتے ہیں سخت مکروہ ہے اس عبارت سے خوب معلوم ہو گیا کہ افضل مکان میں پڑھنا ہے پھر مسجد کے باہر مسجد کے دروازہ پر اگر جگہ ہو۔ پھر باہر والے درجہ میں اگر جماعت اندر ہو یا اندر والے درجہ میں اگر جماعت باہر ہو۔ پھر کسی ستون یا آڑ کے پیچھے پڑھنا چاہیئے۔ رہا یہ کہ اگر درجہ بھی ایک ہو اور کوئی آڑ بھی نہ ہو تو کیا کرے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ سنت کو چھوڑ دے فرض میں شریک ہو جائے فی الدر المختار..... پس ان عبارتوں سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر مسجد کے دروازہ پر جگہ نہ ہو اور مسجد میں کوئی موقع آڑ کا نہ ہو تو ایسی صورتوں میں سنتوں کو چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ آڑ نہ ہونے کی صورت میں یا تو مخالط صف ہو کر پڑھے گا اور یہ سخت مکروہ ہے یا صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھے گا اور یہ بھی مکروہ ہے۔ اور کراہت کے ساتھ ادا کرنے سے چھوڑ دینا اچھا ہے لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ واللہ اعلم بالصواب.

کتبہ العبد الضعیف الراجی رحمۃ مولاہ محمد کفایت اللہ اوصلہ اللہ غایۃ ما یتمناہ حرر لاربع خلون من شوال المکرم ۱۳۱۹ھ.

جواب صحیح بہت درست ہے۔ سنت فجر موکدہ ہے حتی الامکان مطابق سنت ادا کرے. فی النہایۃ ..... کتبہ و صدقہ محمد اعظم غفر لہ اللہ ما اجرم ۴ شوال المعظم ۱۳۱۹ھ فی بلدۃ شاہجہان پور . الجواب صواب عبید الحق عفی عنہ .

الجواب صحیح محمد ریاست علی خان (کفایت المفتی ص۲۵۹....۲۶۲ ج۳)

اور ایک سوال کے جواب میں یوں لکھتے ہیں:

(۱)۔ جواب۔ فجر کی سنتیں جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد علیحدہ مقام میں جا کر پڑھی

maktabatulishaat.com

جائیں اور علیحدہ کوئی جگہ نہ ہو تو جماعت میں شریک ہونا چاہیئے ۔ اور جماعت کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے نہیں پڑھنا چاہیئے ۔ آفتاب نکلنے کے بعد پڑھ لی جائیں تو بہتر ہے۔ (کفایت المفتی ص۲۶۲ ج۳)۔

اور ایک مقام میں جواب یوں دیتے ہیں:

۱۶۔ فجر کی جماعت شروع ہو جانے کے بعد کسی علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کرنے کا اتنا موقع مل جائے کہ سنت ادا کر کے فرض کی ایک رکعت مل سکے گی تو سنتیں ادا کر کے جمات میں شریک ہو اور اگر کوئی علیحدہ جگہ میسر نہ ہو یا ایک رکعت فرض ملنے کی امید نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے۔ سورج نکلنے کے بعد چاہے تو پڑھ لے (کفایت المفتی ص۲۶۲ ج۳)۔

۱۷۔ اور ایک سوال کا جواب یوں دیتے ہیں۔

جواب: فرض فجر ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے سنتیں پڑھنا ممنوع ہے۔ طلوع آفتاب کے بعد پڑھی جائیں (کفایت المفتی ص۲۶۲ ج۳)

۱۸۔ اور ایک جواب یوں لکھتے ہیں:

جواب۔ فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی اُمید ہو۔

۲۔ مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں۔

۳۔ مسجد سے خارج کسی دالان میں یا حجرہ میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ میں ادا کی جائیں۔

۴۔ مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو۔ اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو پھر سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہیے (کفایت المفتی ص۲۶۳ ج۳)

maktabatulishaat.com

۱۹۔ اور ایک جواب ایسا دیتے ہیں۔

جواب: صبح کی سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھی جائیں تو پھر آفتاب نکلنے کے بعد پڑھی جائیں۔فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک اسی حدیث کی وجہ سے جو آپ نے نقل کی ہے، منع ہے (کفایت المفتی ص ۲۶۳ ج ۳)

۲۰۔ اور ایک سوال کا جواب یوں دیتے ہیں:

جواب۔ فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جا سکتی ہیں:

۱۔ سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو۔

۲۔ مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں۔

۳۔ مسجد سے خارج کسی دالان یا حجرے میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ ادا کی جائیں۔

۴۔ مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو۔

اگر ان شرائط میں سے کوئی ایسی شرط بھی پوری نہ ہو تو پھر سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے (کفایت المفتی ص ۲۶۴ ج ۳)

۲۱۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ صاحب لکھتے ہیں

اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تب طلوع آفتاب سے قبل تو ادا نہ کرے کیونکہ وقت مکروہ ہے اور سورج کے چڑھ جانے کے بعد زوال سے قبل امام محمدؒ کے نزدیک ان کو پڑھنا چاہیئے اور شیخین کے نزدیک ان کی قضاء کوئی نہیں ۔۔۔۔۔(فتاوی مفتی محمود ص ۲۷۳ ج ۲)۔

۲۲۔ اور ایک جگہ یوں لکھتے ہیں

اگر صبح کی جماعت ہو رہی ہے تو اگر ایک رکعت کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں علیحدہ ہو کر پڑھ لے پھر جماعت میں شامل ہو جاوے۔یعنی جب تک ایک رکعت ملنے کی امید ہو اس وقت

maktabatulishaat.com

سنن کا ترک جائز نہیں۔ اگر پہلے نہ پڑھے تو پھر بعد فرضوں کے قبل طلوع آفتاب نہ پڑھے اس لئے کہ فرض پڑھنے کے بعد سنن فجر کا طلوع شمس سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر قضاء کرنی ہے تو طلوع شمس کے بعد کرنی چاہیئے ورنہ ضرورت تو اسکی بھی نہیں ہے کیونکہ مستقلا سنتوں کی قضا نہیں ......(فتاوی مفتی محمود ص ۲۷۴ ج ۲)۔

<u>اور ایک سوال کا جواب یوں دیتے ہیں</u>

۲۳۔ درمختار میں ہے (لا یقضیها الا بطریق التبعیة یعنی فجر کی سنتوں کی قضا نہیں ہے مگر جب کہ فرضوں کے ساتھ ہو۔ اس صورت میں زوال سے پہلے پہلے قضا کرے۔ اگر تنہا سنت فوت ہوں تو اس کی قضا نہیں۔ نہ قبل طلوع شمس نہ بعد طلوع شمس۔ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ بعد طلوع شمس زوال سے پہلے پہلے پڑھنا بہتر ہے ......فتاوی مفتی محمود ص ۲۷۴ ج ۲)۔

<u>اور ایک مقام میں یوں جواب لکھتے ہیں</u>

۲۴۔ بہتر یہ ہے کہ سنت فجر خارج از مسجد ادا کی جائے یا اگر مسجد میں پڑھی جائے تو کسی حائل کے پیچھے پڑھنی چاہئیں۔ جماعت کے ساتھ صف میں کھڑے ہو کر سنت فجر پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر خارج از مسجد کوئی موقع نہ ہو تو جماعت اگر اندر کے حصہ میں ہو رہی ہو تو باہر پڑھیں۔ اور اگر باہر ہو رہی ہو تو اندر پڑھیں۔ مجبوری میں ایسا بھی درست ہے کہ پیچھے کی صفوف میں سنت پڑھیں۔ بہر حال چھوڑنا سنت کو نہ چاہیے۔ جب تک جماعت کا کوئی جز مل سکے۔ باقی مسجد کا بقیہ حصہ اگر ابھی تک مسجد میں شامل نہیں کیا گیا یعنی یہ نہیں کہا کہ یہ حصہ مسجد ہے۔ تو اس کا سنتیں پڑھنے کیلئے مخصوص کرنا درست ہے۔ (فتاوی مفتی محمود، ص ۲۷۶، ج ۲)

۲۵۔ <u>اور ایک جگہ یوں جواب دیتے ہیں</u>

maktabatulishaat.com

سنت پڑھ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔ بلکہ اگر ایک رکعت ملنے کی امید ہے تب بھی سنت ترک کرنا درست نہیں۔ (فتاوی مفتی محمود، ص ۲۷۶، ج ۲)

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں

۲۶۔ جواب: فجر کی سنتوں کی تاکید بہت زیادہ ہے۔ اس لئے اگر نماز فجر فوت ہو جائے تو سورج طلوع ہونے کے بعد زوال سے پہلے اس کو سنتوں سمیت پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن اگر زوال سے پہلے نماز فجر قضا نہیں کی تو بعد میں صرف فرض پڑھی جائیں۔ وقت نکل جانے کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ باقی کسی سنت کی قضا نہیں۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ص ۳۴۰، ج ۲)

۲۷۔ **پھر ایک اخباری سوال کے جواب یوں دیتے ہیں**

جواب: اس مسئلہ میں سنتوں اور نفلوں کا ایک ہی حکم ہے۔ فرض کے بعد طلوع سے پہلے فجر کی سنتیں پڑھنا بھی درست نہیں۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ص ۳۴۰، ج ۲)

۲۸۔ **ایک سوال کا جواب یوں دیتے ہیں**

جواب: فقہ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر جماعت کی دوسری رکعت بلکہ تشہد بھی مل جانے کی موقع ہو تو کسی الگ جگہ پر فجر کی سنتیں پہلے ادا کرے تب جماعت میں شریک ہو۔ ورنہ جماعت میں شریک ہو جائے اور سنتیں سورج نکلنے کے بعد اشراق کے وقت پڑھے۔ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک نفل نماز ممنوع ہے البتہ قضاء نمازیں سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ جائز ہے۔

اور ایک مقام میں یوں تحقیق کر کے جواب دیتے ہیں

۲۹۔ ہمارے ائمہ کے نزدیک بالاتفاق فجر کی قضا شدہ سنتوں کو فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنے کی اجازت نہیں۔ آپ نے نمبر ۵ پر ہدایہ اور شرح وقایہ کے حوالہ سے جو لکھا ہے کہ صبح کے فرض کے بعد سنت پڑھ سکتا ہے یہ صحیح نہیں۔ میں نے ہدایہ شرح وقایہ دونوں کو دیکھا

۔دونوں میں ممانعت لکھی ہے۔ ہدایہ کی عبارت یہ ہے: **و اذا فاتته ر کعتا الفجر لا يقضيهما قبل طلوع الشمس لانه يبقى نفلا مطلقا و هو مكروه بعد الصبح**

(هدايه ص ۱۳۲ ج ا باب ادراک الفريضه).

۱۔ قولی حدیث طلوع شمس کے بعد پڑھنے کی ترمذی (ص ۵۷ ج ۱، **باب ما جاء في اعادتهما بعد طلوع الشمس**) کی ہے۔ یہ روایت مستدرک حاکم (ص ۲۷۴ ج ۱) میں بھی ہے۔ امام حاکم اور علامہ ذھبی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

۲۔ قولی حدیث۔ سنت فجر بعد نماز پڑھو۔ مجھے کسی کتاب میں نہیں ملی۔ البتہ ایک واقعہ ابوداؤد اور ترمذی میں ہے کہ ایک شخص نے فجر کی نماز کے بعد سنتیں پڑھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی چار رکعتیں ہیں؟ اُس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ فرمایا! فلا اذن پھر نہیں۔ یہ روایت اول تو کمزور ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ تب بھی جائز نہیں۔

۳۔ یہ حدیث صحیح ہے کہ جب فرض نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض کے سوا کوئی اور نماز نہیں۔ اسی لیے ہمارے ائمہ احناف فرماتے ہیں کہ مسجد میں نہ پڑھی جائیں بلکہ خارج مسجد یا کسی اوٹ میں پڑھی جائیں جیسا کہ آپ نے نمبر ۴ میں درمختار سے نقل کیا ہے۔ عین صف میں پڑھنا مکروہ ہے۔

۵۔ جماعت کی نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہونے کا حکم ہے کیونکہ تنہا نماز کی بجائے جماعت کے ساتھ پڑھے گا۔ لیکن سنت چھوڑ کر جماعت میں شریک ہوگا تو سنتیں قضا ہو جائیں گی جبکہ ان کے پڑھنے کی تاکید ہے۔ بہر حال فجر کے بعد سنتیں پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ متواتر احادیث میں فجر اور عصر کے بعد نماز کی ممانعت آئی

maktabatulishaat.com

ہے (آپکے مسائل اور ان کا حل ص ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳ ج ۲)۔

۳۰۔ **صدر مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت محمود حسن گنگوہیؒ لکھتے ہیں**

ایک سوال کا جواب یوں دیتے ہیں۔

الجواب: حامداو مصلیا۔ اس مسئلے پر غور کرنے کیلئے متعدد مضامین کی احادیث کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ پھر معلوم ہوگا کہ حنفیہ کا مذہب کس قدر جامع اور کس قدر حدیث کے مطابق ہے

۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ فجر سے پہلے کی دو رکعت مت چھوڑو اگرچہ تم کو گھوڑے روند ڈالیں اس لئے حنفیہ ان سنتوں کی زیادہ تاکید کرتے ہیں۔

۲۔ حدیث شریف میں ہے۔ جماعت سے نماز پڑھنے کی تاکید ہے اس لئے حنفیہ کہتے ہیں: اگر جماعت میں شرکت سے مانع ہوں تو جماعت میں شریک ہوجائے ان کی وجہ سے شرکت جماعت سے محروم نہ رہے۔

۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب جماعت کھڑی ہوجائے تو فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز نہیں اسلئے حنفیہ کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں یہ سنتیں اس جگہ نہ پڑھے بلکہ حجرہ، مسجد یا کسی دوسری جگہ آڑ میں پڑھے۔

۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ بعد نماز صبح کوئی نماز نہیں طلوع شمس سے پہلے اس لئے حنفیہ کہتے ہیں کہ بعد نماز صبح کوئی طلوع شمس سے پہلے ان کو نہ پڑھے۔

۵۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کی صبح کی سنتیں چھوٹ گئی ہوں وہ طلوع شمس کے بعد پڑھے اس لئے حنفیہ کہتے ہیں کہ جس کی صبح کی سنتیں چھوٹ گئی ہوں وہ طلوع شمس کے بعد پڑھے۔ یہ حدیثیں آثار السنن، نصب الرایہ، شرح معانی الآثار، اوجز المسالک بذل المجہود، معارف السنن میں موجود ہیں۔ ضرورت ہو تو ان سب کو حدیث پاک کے عربی الفاظ میں نقل کر

دیا جائے گا۔

اب غور کیا جائے جو لوگ ان سنتوں کو شرکت جماعت کی وجہ سے بالکل چھوڑ دیتے ہیں وہ حدیث نمبر۱ کے خلاف کرتے ہیں۔ جو لوگ جماعت کے بعد طلوع شمس سے پہلے ان سنتوں کو پڑھتے ہیں وہ حدیث نمبر ۲، ۳، ۵ کے خلاف کرتے ہیں۔ حنفیہ کی تائید میں آثار صحابہ بہت کثرت سے منقول ہیں جس صحابی کو حضور اکرم ﷺ نے سنتیں بعد نماز فجر قبل طلوع الشمس پڑھتے دیکھا۔ ان کو صریح الفاظ میں اجازت نہیں دی ورنہ دوسرے صحابہ بھی اس اجازت پر عمل کرلیا کرتے پس ممانعت اپنے حال پر ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ان کو دیکھ کر اور جواب سن کر فرمایا فلا اذا جس کا مطلب شرح ترمذی میں لکھا ہے کہ اگر یہ سنتیں پہلے نہیں پڑھی تھی تب بھی ان کے پڑھنے کا یہ وقت نہیں۔ پس اس سے استدلال کرنا اور صریح ممانعت والی حدیث کو چھوڑنا اصولاً صحیح نہیں۔ نیز امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو لکھ کر فرمایا ہے۔ اسناد هذا الحدیث لیس بمتصل یعنی اس حدیث کی سند متصل نہیں فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ ۱۱/۱۰/۹۲ھ دارالعلوم دیوبند۔

وهذا آخر ما حررته ولله الحمد على كل حال سوا الكفر والضلال ربّنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم. ربّنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا ربّنا و لا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا و لا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین.

اللهمّ اقسم لنا من خشیتک ما تحول به بیننا و بین معاصیک و من طاعتک ما تبلغنا به جنتک و من الیقین ماتهون به علینا مصیبات الدنیا و متعنا باسما

maktabatulishaat.com

عنا و ابصارنا و قوتنا ما احييتنا و اجعله الوارث منا واجعل ثارنا على من ظلمنا
وانصرنا على من عادانا و لا تجعل مصيبتنا في ديننا و لا تجعل الدنيا اكبر
همنا و لا مبلغ علمنا و لا تسلط علينا من لا يرحمنا. آمين و صلى الله على
النبي الكريم

سيبقى الخط دهرا في كتاب | و تبلى اليد مني في التراب
في البيت الذي يقرأ كتاب | دعالي بالخلاص من الحساب

و قد فرغت من الكتابة يوم الخميس وقت الضحى برقم ۲۰/۲/۱۴۲۹ ه
من صفر المظفر المطابق لتاريخ
28/2/2008 من فبرائر.

گل روز اینڈ سنز کمپوزنگ سنٹر پشاور

maktabatulishaat.com

مصنف کی دیگر مطبوعات

بہترین کمپوزنگ، ڈیزائننگ اور پرنٹنگ
کی سہولت موجود ہے

نور اللہ کتوزئی پرنٹرز

جی ٹی روڈ پشاور 0314-9074877

maktabatulishaat.com